Ali Infoz 03101190027

اسلامیات: ہشتم

فہرست

صفحہ نمبر	مضمون	باب نمبر
5	قرآن مجید وحدیث نبوی ﷺ	باب اول
7	ایمانیات وعبادات	باب دوم
17	سیرت طیبہ ﷺ	باب سوم
26	اخلاق وآداب	باب چہارم
33	حُسن معاملات ومعاشرت	باب پنجم
37	ہدایت کے سرچشمے اور مشاہیر اسلام	باب ششم
47-51	اسلامی تعلیمات اور عصرِ حاضر کے تقاضے	باب ہفتم

Ali Infoz 03101190027

Scanned with CamScanner

اسلامیات

باب اول

قرآن مجید وحدیث نبوی ﷺ

(الف) ترجمہ قرآن مجید

سورة البلد مکیہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

لَاۤ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِۙ وَاَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِۙ وَوَالِدٍ وَّمَا وَلَدَۙ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ كَبَدٍؕ اَیَحْسَبُ اَنْ لَّنْ یَّقْدِرَ عَلَیْهِ اَحَدٌۘ یَقُوْلُ اَهْلَكْتُ مَالًا لُّبَدًاؕ اَیَحْسَبُ اَنْ لَّمْ یَرَهٗۤ اَحَدٌؕ اَلَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ عَیْنَیْنِۙ وَلِسَانًا وَّشَفَتَیْنِۙ وَهَدَیْنٰهُ النَّجْدَیْنِۚ فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ٘ۖ وَمَاۤ اَدْرٰىكَ مَا الْعَقَبَةُؕ فَكُّ رَقَبَةٍۙ اَوْ اِطْعٰمٌ فِیْ یَوْمٍ ذِیْ مَسْغَبَةٍۙ یَّتِیْمًا ذَا مَقْرَبَةٍۙ اَوْ مِسْكِیْنًا ذَا مَتْرَبَةٍؕ ثُمَّ كَانَ مِنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ وَتَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِؕ اُولٰٓىِٕكَ اَصْحٰبُ الْمَیْمَنَةِؕ وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِاٰیٰتِنَا هُمْ اَصْحٰبُ الْمَشْــٴَـمَةِؕ عَلَیْهِمْ نَارٌ مُّؤْصَدَةٌ۠

الشمس مکیۃ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالشَّمْسِ وَضُحٰىهَا۪ۙ وَالْقَمَرِ اِذَا تَلٰىهَا۪ۙ وَالنَّهَارِ اِذَا جَلّٰىهَا۪ۙ وَالَّیْلِ اِذَا یَغْشٰىهَا۪ۙ وَالسَّمَآءِ وَمَا بَنٰىهَا۪ۙ وَالْاَرْضِ وَمَا طَحٰىهَا۪ۙ وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰىهَا۪ۙ فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰىهَا۪ۙ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا۪ۙ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَاؕ كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِطَغْوٰىهَا۪ۤۙ اِذِ انْۢبَعَثَ اَشْقٰىهَا۪ۙ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ نَاقَةَ اللّٰهِ وَسُقْیٰهَاؕ فَكَذَّبُوْهُ فَعَقَرُوْهَا۪ۙ فَدَمْدَمَ عَلَیْهِمْ رَبُّهُمْ بِذَنْۢبِهِمْ فَسَوّٰىهَا۪ۙ وَلَا یَخَافُ عُقْبٰهَا۠

سورة اللیل مکیۃ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالَّیْلِ اِذَا یَغْشٰىۙ وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰىۙ وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰۤىۙ اِنَّ سَعْیَكُمْ لَشَتّٰىؕ فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰىۙ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰىۙ فَسَنُیَسِّرُهٗ لِلْیُسْرٰىؕ وَاَمَّا مَنْۢ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰىۙ وَكَذَّبَ بِالْحُسْنٰىۙ فَسَنُیَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰىؕ وَمَا یُغْنِیْ عَنْهُ مَالُهٗۤ اِذَا تَرَدّٰىؕ اِنَّ عَلَیْنَا لَلْهُدٰى٘ۖ وَاِنَّ لَنَا لَلْاٰخِرَةَ وَالْاُوْلٰى۝ فَاَنْذَرْتُكُمْ نَارًا تَلَظّٰىۚ لَا یَصْلٰىهَاۤ اِلَّا الْاَشْقَىۙ الَّذِیْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰىؕ وَسَیُجَنَّبُهَا الْاَتْقَىۙ الَّذِیْ یُؤْتِیْ مَالَهٗ یَتَزَكّٰىۚ وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰۤىۙ اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْاَعْلٰىۚ وَلَسَوْفَ یَرْضٰى۠

سورة الضحی مکیۃ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالضُّحٰىۙ وَالَّیْلِ اِذَا سَجٰىۙ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰىؕ وَلَلْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰىؕ وَلَسَوْفَ یُعْطِیْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰىؕ اَلَمْ یَجِدْكَ یَتِیْمًا فَاٰوٰى۪ وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى۪ وَوَجَدَكَ عَآىِٕلًا فَاَغْنٰىؕ فَاَمَّا الْیَتِیْمَ فَلَا تَقْهَرْؕ وَاَمَّا السَّآىِٕلَ فَلَا تَنْهَرْؕ وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ۠

سورة الم نشرح مکیۃ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَۙ وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَۙ الَّذِیْۤ اَنْقَضَ ظَهْرَكَۙ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَؕ فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًاۙ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًاؕ فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْۙ وَاِلٰى رَبِّكَ فَارْغَبْ۠

(ج) حفظ و ترجمہ

قرآنی دعا

لَا یُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَاؕ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَیْهَا مَا اكْتَسَبَتْؕ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَاۤ اِنْ نَّسِیْنَاۤ اَوْ اَخْطَاْنَاۚ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَیْنَاۤ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِنَاۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖۚ وَاعْفُ عَنَّاٙ وَاغْفِرْ لَنَاٙ وَارْحَمْنَاٙ اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِیْنَ۝

(سورة البقرۃ، آیت نمبر: 286)

ترجمہ: اللہ کسی شخص پر اُس کی طاقت سے زیادہ ذمہ داری نہیں ڈالتا اُس کے لیے (اجر) ہوگا جو (نیک عمل) اس نے کیا اور اس پر (وبال) ہوگا جو (برا عمل) اس نے کمایا۔ اے ہمارے رب! تو ہماری گرفت نہ کر اگر ہم بھول جائیں یا خطا کر بیٹھیں، اے ہمارے رب! ہم پر وہ بوجھ نہ ڈال جیسا (بوجھ) تو نے اُن پر ڈالا جو ہم سے پہلے گزرے ہیں، اے ہمارے رب! ہم پر وہ

Ali Infoz 031010002

Scanned with CamScanner

(بوجھ) نہ ڈال جس کے اٹھانے کی ہم میں طاقت نہیں اور ہم سے درگزر فرما اور ہماری بخشش فرما اور ہم پر رحم فرما، تو ہمارا کارساز ہے پس کافر قوم کے مقابلہ میں ہماری نصرت فرما۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا

قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ ○ وَيَسِّرْ لِیْٓ اَمْرِیْ ○ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِیْ ○ يَفْقَهُوْا قَوْلِیْ ○

(سورۃ طٰہٰ، آیت نمبر 25-28)

ترجمہ: (موسیٰ علیہ السلام) عرض کیا اے میرے رب! میرے لیے میرا سینہ کھول دے۔ اور میرے لیے میرا کام آسان بنا دے۔ اور میری زبان کی گرہ کھول دے۔ تاکہ لوگ میری بات سمجھ سکیں۔

قرآنی دعائیں

حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ

(سورۃ آل عمران، آیت نمبر 173)

ترجمہ: ہمارے لیے اللہ ہی کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ

ترجمہ: تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو پاک ہے بے شک میں ہی نقصان کاروں میں سے ہوں۔

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ عَدَدَ خَلْقِهٖ وَرِضَا نَفْسِهٖ وَزِنَةَ عَرْشِهٖ وَمِدَادَ كَلِمَاتِهٖ

ترجمہ: میں اللہ تعالیٰ کی مخلوقات کی تعداد کے برابر، اس کی رضا، اس کے عرش کے وزن اور اس کے کلمات کے لکھنے کی سیاہی کے برابر اللہ تعالیٰ کی تسبیح اور تعریف بیان کرتا/کرتی ہوں۔

اسمائے حسنیٰ

اَلشَّهِيْدُ اَلْوَكِيْلُ: حاضر و موجود اور مشاہدہ فرمانے والا	جملہ امور میں کارساز

اَلْحَقُّ	سچائی اور حق کا مالک

اَلْقَوِیُّ اَلْمَتِيْنُ	بہت طاقت ور	بہت مضبوط اور شدید قوت والا

اَلْوَلِیُّ	دوست اور حمایت فرمانے والا

اَلْحَمِيْدُ اَلْمُحْصِیْ	لائق تعریف اچھی خوبیوں والا	کائنات کی ہر شے کو شمار میں رکھنے والا

اَلْمُبْدِئُ	آفرینش کی ابتدا کرنے والا

اَلْمُعِيْدُ اَلْمُحْیِیْ	دوبارہ پیدا کرنے والا	زندگی عطا کرنے والا

اَلْمُمِيْتُ	موت دینے والا

(د) حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم

1- اَلْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِّنَ الْاِيْمَانِ

(صحیح بخاری: 9، مستدرک الوسائل، ج 8، ص: 463)

ترجمہ: حیا ایمان کا حصہ ہے۔

2- اَلْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ صَدَقَةٌ

(صحیح بخاری: 2989، بحار الانوار، ج 80، ص: 369)

ترجمہ: اچھی بات صدقہ ہے۔

3- اَلْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهٗ بَعْضًا

(صحیح بخاری: 481، جامع الاخبار، ص: 85)

ترجمہ: ایک مومن دوسرے مومن کے لیے ایک عمارت کی طرح ہے کہ اس کے ایک حصے سے دوسرے حصے کو تقویت ملتی ہے۔

4- اِتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ

(صحیح بخاری: 2023، الوافی، ج 26، ص: 163)

ترجمہ: جہنم سے بچو، اگرچہ کھجور کا ٹکڑا دینے سے ہو۔

5- عَائِدُ الْمَرِيْضِ فِیْ مَخْرَفَةِ الْجَنَّةِ حَتّٰى يَرْجِعَ

(صحیح مسلم: 2568، شرح فروع الکافی، ج 2، ص: 103)

ترجمہ: ''مریض کی عیادت کرنے والا واپس آنے تک جنت کے درمیان گزرنے والی روش پر ہوتا ہے۔''

6- اَلَا كُلُّكُمْ رَاعٍ وَّكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ

(صحیح بخاری: 5200، بحار الانوار (ط۔ بیروت)، ج 72، ص: 39)

ترجمہ: تم سب نگہبان ہو اور تم سب سے اپنی رعایا کے متعلق باز پرس ہوگی۔

7- كَفٰى بِالْمَرْءِ كَذِبًا اَنْ يُّحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ

(صحیح مسلم 3، بحار الانوار، ج 14، ص: 494)

ترجمہ: آدمی کے جھوٹا ہونے کے لیے کافی ہے کہ وہ ہر سنی سنائی بات آگے منتقل کر دے۔

8- اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَيَدِهٖ

(صحیح بخاری، حدیث: 10، وسائل الشیعۃ، ج 12، ص: 278)

ترجمہ: مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔

(ہ) دعائیں (زبانی)

عافیت کی دعا

اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا: کہ بہترین دعا عافیت کی دعا ہے اس لیے ہمیں چاہیے کہ عافیت کی حالت میں اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کریں۔ اگر (خدانخواستہ) مصیبت آ جائے تو شکوہ شکایت کے بجائے صبر سے کام لیتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات پر کامل بھروسہ رکھتے ہوئے ہر حال میں راضی رہنا چاہیے۔ اس کے ساتھ ساتھ عافیت کے بقا و دوام اور مستقبل کی مشکلات اور مصیبتوں سے بچنے کی دعا مانگتے رہیں۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْٓ اَسْاَلُكَ الْعَافِيَةَ فِی الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ، اَللّٰهُمَّ اِنِّیْٓ اَسْاَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِیْ دِيْنِیْ وَدُنْيَایَ وَاَهْلِیْ وَمَالِیْ، اَللّٰهُمَّ اسْتُرْ

Ali Infoz 03101190027

Scanned with CamScanner

عَوْرَاتِي وَآمِنْ رَوْعَاتِي، اَللّٰهُمَّ احْفَظْنِي مِنْ بَيْنِ يَدَيَّ، وَمِنْ خَلْفِي وَعَنْ يَمِينِي وَعَنْ شِمَالِي وَمِنْ فَوْقِي وَاَعُوذُ بِعَظَمَتِكَ اَنْ اُغْتَالَ مِنْ تَحْتِي

(سنن ابی داؤد:5074)

ترجمہ: یا اللہ! میں تجھ سے دنیا و آخرت میں عافیت مانگتا/ مانگتی ہوں، یا اللہ! میں تجھ سے اپنے دین و دنیا، اہل وعیال اور مال سے متعلق معافی اور عافیت کا/کی طلب گار ہوں، یا اللہ! میرے عیوب کی پردہ پوشی فرما، اور مجھے خوف زدہ کرنے والی اشیاء سے امن عنایت فرما، یا اللہ! میری آگے، پیچھے، دائیں، بائیں، اور اوپر سے حفاظت فرما، اور میں تیری عظمت کی پناہ چاہتا/ چاہتی ہوں کہ مجھے نیچے سے اچک لیا جائے۔

ہر معاملہ میں حسن خاتمہ کی دعا

قرآن وسنت کی تعلیمات کی روشنی میں یہ بات واضح ہے کہ دنیوی اور اخروی کامیابی کا واحد راستا اللہ تعالیٰ کے احکامات کی پیروی اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وعلی الہ اصحابہ وسلم پر عمل کرنے میں ہے۔ اس لئے زندگی کے ہر موڑ پر دین اسلام کی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے حسن خاتمہ کی دعا بھی کریں۔

اَللّٰهُمَّ اَحْسِنْ عَاقِبَتَنَا فِي الْاُمُوْرِ كُلِّهَا وَاَجِرْنَا مِنْ خِزْيِ الدُّنْيَا وَعَذَابِ الْاٰخِرَةِ (مسند احمد:17628)

ترجمہ: اے اللہ! سب کاموں میں ہمارا انجام اچھا کر اور ہمیں دنیا کی رسوائی اور آخرت کے عذاب سے بچا۔

لباس پہننے کی دعا

لباس انسان کی اہم ضرورت اور اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت ہے جو انسانی جسم کو سردی، گرمی اور ماحول کی آلودگی سے بچاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَّجَعَلَ لَكُمْ سَرَابِيْلَ تَقِيْكُمُ الْحَرَّ

(سورۃ النحل: آیت نمبر 81)

ترجمہ: اور تمہارے لئے کچھ پہناوے (لباس) بنائے کہ تمہیں گرمی سے بچائیں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي كَسَانِي هٰذَا الثَّوْبَ وَرَزَقَنِيْهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِّنِّي وَلَا قُوَّةٍ

(سنن ابی داؤد:4023)

ترجمہ: تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں، جس نے مجھے یہ لباس پہنایا، اور میری کسی قوت اور طاقت کے بغیر مجھے عطا کیا۔

میزبان کے لیے دعا

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کے فرمان کے مطابق جب کسی شخص کو دعوت دی جائے تو اسے قبول کرنی چاہیے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کی سنت کے مطابق درج ذیل الفاظ کے ساتھ دعا دینی چاہیے:

اَللّٰهُمَّ اَطْعِمْ مَنْ اَطْعَمَنِيْ وَاسْقِ مَنْ سَقَانِيْ

(صحیح مسلم:2055)

ترجمہ: یا اللہ! کھلا اس کو جس نے مجھے کھلایا اور پلا اس کو جس نے مجھے پلایا۔

☆☆☆☆

باب دوئم

ایمانیات وعبادات

الف ایمانیات

مشق

حصہ اول معروضی

سوال1: درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

i- تقدیر کے لفظی معنی ہیں:
(ا) اندازہ کرنا ✓ (ب) معرفت حاصل کرنا
(ج) ذمہ داری لینا (د) دعا کرنا

ii- آج ہم زمین کو جس شکل وصورت میں دیکھتے ہیں۔ یہ درحقیقت نتائج ہیں:
(ا) بنی نوع انسان کی انتھک محنت کے
(ب) اچھی تدبیر کے (ج) قوانین فطرت کے ✓
(د) اللہ پر توکل کے

iii- کوئی انسانی تدبیر نافذ ہونے سے نہیں روک سکتی:
(ا) اللہ تعالیٰ کی مشیت اور ارادے کو ✓
(ب) اپنی اچھی منصوبہ بندی کو (ج) اپنی اچھی قسمت کو
(د) اپنے فیصلے کو

iv- بندہ مومن کے لیے کامیابی کے لیے درست اسلامی طرز عمل یہ ہے:
(ا) صرف تدبیر پر بھروسہ (ب) صرف اللہ پر بھروسہ
(ج) اللہ تعالیٰ سے ڈھیروں دعائیں
(د) اچھی تدبیر، اللہ سے دعا اور کامل بھروسہ ✓

v- اللہ تعالیٰ پر کامل بھروسہ رکھنا کہلاتا ہے:
(ا) تقدیر (ب) توکل ✓
(ج) امانت (د) تدبیر

جوابات:

(i)	الف	(ii)	ج	(iii)	الف
(iv)	د	(v)	ب		

حصہ دوم

مختصر جوابات

1- مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جواب لکھیں۔

(الف) تقدیر کے معنی اور مفہوم بیان کریں۔

جواب: معنی: تقدیر کے معنی اندازہ کرنے، طے کرنے اور مقرر کرنے

Ali Imtiaz 03101900027

Scanned with CamScanner

کے ہیں۔

مفہوم: تقدیر سے مراد قدرت کے وہ قوانین اور اصول ہیں جو اللہ تعالیٰ نے کائنات اور اس کی تمام مخلوقات کے لیے ان کے وجود میں آنے سے پہلے مقرر کر دیے تھے تاکہ کائنات کا نظام ٹھیک چل سکے اور اس میں کوئی خرابی پیدا نہ ہو۔

(ب) سورج کے لیے تقدیر مقرر کرنے سے کیا مراد ہے؟

جواب: سورج کے لیے تقدیر مقرر کرنے کا مطلب یہ ہے کہ سورج اپنے مقررہ وقت پر طلوع ہو دنیا کو روشن کرے مقررہ وقت پر غروب ہو جائے تاکہ دنیا اس سے فائدہ اٹھائے۔ سبزیاں، اناج، پھل، پیدا ہوں، برف پگھلے اور دریا چلیں وغیرہ۔

(ج) تقدیر کی حکمت بیان کریں؟

جواب: تقدیر کی حکمت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علم، حکمت، قدرت اور اس کے رب ہونے پر ایمان لایا جائے۔

(د) انسان کو کس بات کی آزادی دی گئی ہے؟

جواب: انسان کو اس بات کی آزادی دی گئی ہے کہ وہ چاہے تو اللہ تعالیٰ اور اس کے اصولوں پر ایمان لائے یا نہ ایمان لائے۔ اگر وہ ایمان لاتا ہے تو پھر اسے اللہ تعالیٰ کے احکام کی پابندی کرنی ہوگی۔

(و) عملی زندگی میں توکل کا کیا فائدہ ہے؟

جواب: جو شخص تدبیر کرتا ہے اور پھر اللہ تعالیٰ پر توکل کرتا ہے وہ برائیوں سے بچا رہتا ہے اور دنیا و آخرت میں کامیاب و کامران ہوتا ہے۔

حصہ سوم

تفصیلی جوابات

مندرجہ ذیل سوالات کے تفصیلی جواب دیں:

(الف) عقیدۂ تقدیر کا تصور اور اہمیت بیان کریں۔

جواب: عقیدۂ تقدیر کا تصور:

اللہ تعالیٰ نے کائنات کے وجود میں آنے سے پہلے ایسے اصول اور قوانین ترتیب دے دیے جن پر کائنات کا نظام چل رہا ہے تاکہ اس میں کوئی خرابی پیدا نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهُ تَقْدِيرًا

(سورۃ الفرقان: آیت:2)

ترجمہ: ''اور اس نے ہر چیز کو پیدا فرمایا پھر اسے ایک مقرر کیے ہوئے اندازہ پر رکھا۔''

یعنی اللہ تعالیٰ نے کائنات کو صرف پیدا ہی نہیں کیا بلکہ اس نے ہر چیز کو شکل و صورت، طاقت، جسامت، اوصاف و خصائص، کام اور کام کا طریقہ بھی مقرر فرما دیا۔ اسی نے تمام وسائل و اسباب پیدا کیے جن کی بدولت ہر چیز اپنے اپنے دائرے میں اپنے اپنے حصے کا کام کر رہی ہے۔ مثلاً زمین پیدا کرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ نے اس کی حرکت کے قوانین بنائے۔ جب سے زمین وجود میں آئی ہے انہی قوانین کے مطابق سورج کے گرد 365 دنوں میں اپنا چکر مکمل کرتی ہے اور اپنے مدار پر تقریباً 24 گھنٹے میں ایک چکر لگاتی ہے۔

اسی طرح زمین اور سورج کا باہمی فاصلہ قائم کیا۔ زمین پر پانی اور خشکی کا تناسب مقرر کیا۔ پھر کائنات میں گیسوں کی مناسب مقدار رکھی۔ اگر اللہ تعالیٰ یہ سارے قوانین مقرر نہ فرماتا تو زمین پر زندگی نہ ہوتی۔ آج ہم زمین کو جس شکل و صورت میں دیکھ رہے ہیں یہ اصل میں فطرت کے قوانین ہیں۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

''وَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ذَٰلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ''

(سورۃ یٰسین: آیت:38)

ترجمہ: ''اور سورج اپنے ٹھکانے کی طرف چلتا جا رہا ہے۔ یہ بہت زبردست نہایت علم والے کا (مقرر کردہ) اندازہ ہے۔''

جس طرح چاند، سورج اور ستاروں کی تقدیر مقرر کی گئی ہے اسی طرح انسانوں کی بھی تقدیر مقرر ہے اور دنیا میں تمام انسان انہی قوانین فطرت کے مطابق زندگی گزارتے ہیں۔

کوئی شخص بھی تقدیر کا بہانہ بنا کر تدبیر سے چھٹکارا حاصل نہیں کر سکتا۔ یہ تقدیر کا غلط تصور ہوگا۔

(ب) اللہ تعالیٰ نے دنیا کا نظام اسباب اور وسائل کے ساتھ قائم کیا ہے۔ وضاحت کریں۔

جواب: اللہ تعالیٰ نے دنیا کا نظام اسباب اور وسائل کے ساتھ منسلک کیا ہے۔ اسباب اور وسائل سے کام لینا نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی سنت ہے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کسی کام کو کرنے کا ارادہ فرماتے تو اس کے لیے تمام ممکن تدابیر اختیار فرماتے۔ ہر طرح کے وسائل و اسباب مہیا فرماتے اس کے بعد اللہ تعالیٰ پر توکل فرماتے۔ اسلام اور کفر کی پہلی جنگ بدر میں مسلمانوں کو ضروری ساز و سامان کے ساتھ میدان جنگ میں لائے یعنی پہلے اسباب پیدا فرمائے پھر اللہ تعالیٰ سے فتح و نصرت کی دعا فرمائی۔

کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں ہے کہ ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھا رہے اور کہے کہ جو اللہ تعالیٰ کو منظور ہے وہی ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کو تو منظور یہ ہے کہ انسان کام کرے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو محنت اور کوشش کرنے کا حکم دیا ہے اور عالم اسباب کے قوانین کے مطابق تمام ایسی تدبیریں کرنے کا کہا ہے جو عقل و فکر اور تجربہ کی بنیاد پر اختیار کرنا ممکن ہوں۔

یہ سب کچھ کرنے کے باوجود اللہ تعالیٰ کی تدبیر، مشیت اور ارادے کو نافذ ہونے سے نہیں روک سکتی۔ بعض لوگ صرف تدبیر پر بھروسہ کرتے ہیں۔ یہ اسلامی طرز عمل کے خلاف ہے۔ درست طریقہ یہ ہے کہ انسان اپنی تدبیر کرنے میں کوئی کمی نہ چھوڑے اس کے بعد اس کام کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دے۔ یہی طریقہ اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرمایا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

(سورۃ آل عمران: آیت:154)

Ali Imtiaz 03101190027

Scanned with CamScanner

ترجمہ: "پھر جب آپ (کسی بات) کا عزم کرلیں تو اللہ پر بھروسہ کیجیے"۔

انسان کو چاہیے کہ وہ ہر جائز کام کی کوشش کرے معاملات اللہ تعالیٰ کے سپرد کرے اور کامیابی کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کرے۔

(ج) تقدیر اور تدبیر کا باہمی تعلق واضح کریں۔

جواب: تقدیر اور تدبیر کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ انسان کا کام تدبیر کرنا ہے اور پھر اللہ تعالیٰ پر توکل کرے۔ قرآن مجید میں ہر انسان کو اس کے اعمال کا جواب دہ ٹھہرایا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قَالَ خُذْهَا وَلَا تَخَفْ سَنُعِيدُهَا سِيرَتَهَا الْأُولَىٰ

(سورۃ طٰہٰ: آیت: 21)

ترجمہ: "ہر شخص اپنے عمل کے بدلے گروی ہے"۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو ہدایت اور گمراہی کے دونوں راستے بتا دیئے ہیں پھر اسے اختیار دیا گیا ہے کہ چاہے تو ہدایت کا راستہ اختیار کرے اور چاہے تو گمراہی چن لے۔ اسی لیے انسان کو مرنے کے بعد انعام کے طور پر جنت میں بھیجا جائے گا یا اس کا ٹھکانہ جہنم میں۔

ایک مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ وہ تدبیر بھی کرے اور تدبیر کے بعد اپنی محنت کا نتیجہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دے دل میں یہ یقین رکھے کہ اس کا رب اس کے لیے بہتر کرے گا۔

دنیا میں ہر چیز کی حد اور مقدار مقرر کر دی گئی ہے۔ کوئی شے اس سے آگے نہیں بڑھ سکتی۔ قسمت کا بنانا اور بگاڑنا اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ دنیا کی کوئی طاقت اللہ تعالیٰ کے فیصلوں کو نہیں روک سکتی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کو پیدا کرنے سے پہلے اس کے بارے میں سب کچھ جانتا ہے۔

تقدیر پر ایمان انسان کو مایوسی اور ناامیدی سے بچاتا ہے۔ بڑی سے بڑی مصیبت کو برداشت کرنے کی قوت پیدا کرتا ہے۔ اس کے اندر توکل اور اطمینان کی صفات پیدا کرتا ہے۔

☆☆☆☆

(ب) عقیدۂ آخرت

مشق

حصہ اول معروضی

سوال 1: درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

i- آخرت پر ایمان ارکان ایمان کا رکن ہے:

(ا) دوسرا (ب) تیسرا

(ج) چوتھا (د) پانچواں ✓

ii- جس دن یہ کائنات اور اس کی ہر چیز فنا ہو جائے گی، اس دن کا نام ہے:

(ا) عرفہ (ب) قیامت ✓

(ج) عید (د) جمعہ

iii- انسان کو دنیا میں بھیجا گیا ہے:

(ا) آزمائش کے لیے ✓ (ب) کھانے پینے کے لیے

(ج) پینے کے لیے (د) مزے اڑانے کے لیے

iv- آخرت پر یقین رکھنے کے نتیجے میں انسان کی زندگی ہو جاتی ہے:

(ا) بے مقصد (ب) بامقصد ✓

(ج) فائدہ مند (د) بے کار اور فضول

v- جہنم ٹھکانہ ہے:

(ا) چند روزہ (ب) بدترین ✓

(ج) عارضی (د) نیکی اور بدی کا

(ب)

حصہ دوم

مختصر جوابات

1- مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جواب دیں:

(الف) آخرت پر ایمان کا مفہوم بیان کریں؟

جواب: آخرت پر ایمان کا مفہوم یہ ہے کہ یہ دنیا فانی ہے۔ ایک دن ہر شے فنا ہو جائے گی اور پھر ایک دن مرنے کے بعد انسان کو دوبارہ زندہ کیا جائے گا۔ دنیا کی موجودہ زندگی کے بعد انسانوں کو ایک دوسری زندگی دی جائے گی اور ہر انسان اپنے اعمال کی جزا یا سزا پائے گا۔

(ب) یوم حشر سے کیا مراد ہے؟

جواب: مرنے کے بعد تمام انسانوں کو دوبارہ زندہ کیا جائے گا۔ سب انسان اللہ تعالیٰ کی عدالت میں پیش ہوں گے۔ جہاں ان کے دنیاوی اعمال کا حساب دینا ہوگا۔ اسے یوم حشر کہتے ہیں۔ اس دن جن کے اعمال اچھے ہوں گے وہ جنت میں جائیں گے اور جن کے اعمال برے ہوں گے ان کا ٹھکانہ دوزخ ہوگا۔

(ج) آخرت کے وقوع پذیر ہونے کے بارے میں ایک قرآنی آیت لکھیں۔

جواب: "إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ"

(سورۃ التکویر: آیت: 1)

ترجمہ: "اور جب سورج کو لپیٹ دیا جائے گا"۔

(د) آخرت کے اقرار کی وجہ سے انسان کے دل میں کس چیز سے نفرت پیدا ہوتی ہے؟

جواب: آخرت کے اقرار کی وجہ سے انسان برے اعمال اور گناہوں سے دور رہتا ہے۔ نیک کام کرنے کی کوشش کرتا ہے برے کاموں سے بچتا ہے۔

(و) آخرت پر ایمان نہ لانے کا کیا نقصان ہوتا ہے؟

جواب: آخرت پر ایمان نہ لانے سے انسان کا اخلاق و کردار بگڑتا ہے۔ وہ جھوٹا، بزدل، لڑاکا اور چور بنتا ہے۔ اس میں کسی کا مقابلہ کرنے کی جرات نہیں ہوتی۔ انسان برائیوں میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ حساب کتاب کے دن اس کا ٹھکانہ دوزخ بنتا ہے۔

Ali Infoz 031019002

Scanned with CamScanner

حصہ سوم

تفصیلی جوابات

(الف) آخرت کی زندگی کے مراحل بیان کریں؟

آخرت کی زندگی کے مراحل

جواب: آخرت کی زندگی کے متعلق درج ذیل باتوں پر ایمان لانا ضروری ہے:

i- اللہ تعالیٰ نے انسان کو دنیا میں امتحان اور آزمائش کے لیے پیدا کیا ہے۔ دنیا کی موجودہ زندگی عارضی ہے۔ ایک دن یہ کائنات اور اس کی ہر چیز فنا ہو جائے گی۔ اس دن کا نام قیامت ہے۔

ii- مرنے کے بعد تمام انسانوں کو دوبارہ زندہ کیا جائے گا۔ سب انسان اللہ تعالیٰ کی عدالت میں پیش کیے جائیں گے۔ اسے یوم حشر کہتے ہیں۔

iii- انسان نے اپنی دنیوی زندگی میں جو اعمال کیے ہوں گے وہ اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کیے جائیں گے۔

iv- اللہ تعالیٰ انسانوں کے اعمال کا وزن کرے گا۔ جن کے اچھے اعمال کا وزن زیادہ ہوگا، وہ کامیاب ٹھہریں گے۔ جن کے برے اعمال کا وزن زیادہ ہوگا، وہ ناکام قرار پائیں گے۔

v- کامیاب لوگوں کو جنت ملے گی اور ناکام لوگوں کو جہنم میں ڈالا جائے گا۔ جنت راحت اور خوشیوں کا گھر ہے جبکہ جہنم تکالیف اور مصائب کا ٹھکانہ ہے۔

(ب) آخرت کی حقانیت دلائل سے ثابت کریں۔

آخرت کے وقوع پذیر ہونے پر دلائل

جواب: قرآن مجید کی رو سے آخرت کی زندگی ایک حقیقت ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے آخرت کی زندگی کی حقیقت کو اس طرح سے بیان کیا ہے:

وَّاَنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا وَاَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ

(سورۃ الحج:22: آیت 7)

ترجمہ: "اور یہ کہ قیامت ضرور آنے والی ہے۔ اس میں کچھ شک نہیں اور یہ کہ اللہ تعالیٰ سب لوگوں کو جو قبروں میں ہیں، زندہ اٹھائے گا۔"

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں مزید فرمایا ہے کہ اگر میں تمہیں پہلی مرتبہ پیدا کر سکتا ہوں، جب کہ اس سے قبل تمہارا کوئی وجود ہی نہیں تھا تو کیا تمہیں دوبارہ پیدا کرنے میرے لیے مشکل ہے۔ عقل بھی اس بات کو تسلیم کرتی ہے کہ کسی کام کا پہلی مرتبہ کرنا مشکل ہوتا ہے، جب کہ دوسری مرتبہ اس کام کو سرانجام دینا نہایت آسان ہے۔ لہٰذا خالق کائنات کے لیے موجودہ نظام کو ختم کرکے اس کی جگہ ایک نیا نظام قائم کرنا نہایت آسان ہے۔ سائنس دانوں کی تحقیق کے مطابق بھی ایک دن ایسا آنے والا ہے جب سورج ٹھنڈا ہو جائے گا۔ دنیا کا موجودہ نظام ختم ہو جائے گا۔ اس کی تائید قرآن مجید کی اس آیت کریمہ سے ہوتی ہے:

اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ

(سورۃ التکویر:81: آیت 1)

ترجمہ: اور جب سورج کو لپیٹ دیا جائے گا۔

عدل و انصاف کے اصولوں کا تقاضا ہے کہ ایک دن ایسا ہونا چاہیے، جب انسان کو اس کے اعمال کا پورا پورا بدلہ ملے۔ نیکی کرنے والے کو نیکی کا اجر اور برائی کرنے والے کو برائی کی سزا ملے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ اس دنیا میں کوئی شخص نیکی کرتا ہے اور اکثر اوقات اس کا مکمل اور صحیح فائدہ اسے حاصل نہیں ہوتا۔ ایک شخص گناہ کرتا ہے اور سزا سے بچ جاتا ہے یا اس گناہ کے مقابلے میں اسے بہت معمولی سا نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔ جس سے انصاف کے تقاضے پورے نہیں ہوتے۔ ایسی مثالیں یہ تقاضا کرتی ہیں کہ مکمل سزا اور جزا کا ایک دن ضرور ہونا چاہیے جس دن عدل و انصاف کے تمام تقاضے پورے کیے جائیں۔

(ج) آخرت پر ایمان رکھنے سے انسان کی سیرت و کردار پر کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں؟

عقیدۂ آخرت اور تعمیر سیرت میں اس کا کردار

جواب: آخرت پر سچا یقین انسانی زندگی پر نہایت گہرے اثرات مرتب کرتا ہے۔ آخرت پر یقین رکھنے کے نتیجے میں انسان کی زندگی با مقصد ہو جاتی ہے۔ اس یقین کے نتیجے میں انسان اس بات کو جان لیتا ہے کہ اس کے ہر عمل کا اس کی آنے والی زندگی پر اثر مرتب ہوگا۔ جب کوئی شخص اس بات پر یقین رکھتا ہے کہ اس کی اصل کامیابی و ناکامی کا انحصار اس زندگی پر ہے تو اس کے رویے میں یکسر تبدیلی آ جاتی ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں جواب دہی کے احساس کی وجہ سے اپنے فرائض دیانت داری سے ادا کرتا ہے اور دنیوی لذتوں کے پیچھے بھاگنے کی بجائے آخرت کے فائدوں کو ترجیح دیتا ہے۔ قرآن مجید کی تعلیمات بھی یہی ہیں کہ انسان کی زندگی بے مقصد نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ

(سورۃ المومنون:23: آیت:115)

ترجمہ: "کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ ہم نے تمہیں بے فائدہ پیدا کیا ہے اور یہ کہ تم ہماری طرف لوٹ کر نہیں آؤ گے؟"

آخرت پر یقین رکھنے والا شخص دراصل اس بات کو جانتا ہے کہ مرنے کے بعد صرف نیک اعمال باقی رہنے والے ہیں۔ باقی سب کچھ ختم ہو جائے گا۔ اور برے اعمال کی سزا بھی ہر صورت ملے گی۔ اس لیے وہ ہمیشہ نیک اعمال کے لیے کوشاں رہتا ہے۔

☆☆☆☆

(ج) خشیت الٰہی

مشق حصہ اول معروضی

سوال 1: درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

i- خشیت الٰہی کا مطلب ہے:

Ali Infoz 03101190027

Scanned with CamScanner

(ا) اللہ تعالیٰ کی رحمت (ب) اللہ تعالیٰ کا خوف اور ڈر ✓
(ج) اللہ تعالیٰ کی عبادت (د) اللہ تعالیٰ کی عظمت وبڑائی

ii- خشیت الٰہی سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرے کا رنگ بدل جاتا:
(ا) نماز کے وقت ✓ (ب) کھانے کے وقت
(ج) بات کرتے وقت (د) سواری پر بیٹھتے وقت

iii- مومن بندہ کے دل میں اللہ تعالیٰ کی ناراضی اور غضب کے ڈر کی وجہ سے احساس پیدا ہوتا ہے:
(ا) دنیاوی ترقی کا احساس (ب) جواب دہی کا احساس ✓
(ج) مال چھن جانے کا احساس
(د) دنیاوی زندگی ختم ہو جانے کا احساس

iv- اللہ کے فرمان کے مطابق اللہ سے اس کے بندوں میں سے سب سے زیادہ ڈرنے والے ہیں:
(ا) عقل والے (ب) انفاق کرنے والے
(ج) علم والے ✓ (د) نماز ادا کرنے والے

v- حدیث مبارکہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے مطابق اللہ تعالیٰ کا خوف ہے:
(ا) تقویٰ کی بنیاد (ب) احسان کی بنیاد
(ج) حکمت ودانائی کی بنیاد ✓ (د) عفو ودرگزر کی بنیاد

حصہ دوم

مختصر جوابات

1- مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جواب لکھیں۔

(الف) خشیت الٰہی اور فکر آخرت سے کیا مراد ہے؟

جواب: خشیت الٰہی:

خشیت الٰہی سے مراد اللہ تعالیٰ کا خوف اور ڈر ہے۔ جب کوئی انسان کام کرے تو اس کے دل میں خدا کا خوف ہو کہ میں یہ کام کہیں غلط تو نہیں کر رہا جس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوں۔ مسلمان اللہ تعالیٰ کے خوف سے ڈرتا ہے۔

فکر آخرت:

فکر آخرت کا مطلب ہے کہ انسان اپنے دل میں یہ خیال رکھے کہ مرنے کے بعد نئی زندگی ہے۔ جس میں حساب کتاب ہوگا۔ اچھے اعمال والے جنت میں جائیں گے اور برے کاموں کے کرنے والے دوزخ میں جائیں گے۔ آخرت کی جواب دہی کا احساس انسان کے دل میں نیک کام کرنے کا شوق پیدا کرتا ہے اور برے کاموں سے روکتا ہے۔

(ب) صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کبھی اللہ تعالیٰ کی پکڑ یا عذاب کے بارے میں قرآن مجید کی کوئی آیت سنتے تو ان کی کیا کیفیت ہوتی؟

جواب: صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم جب کبھی اللہ تعالیٰ کی پکڑ یا عذاب کے بارے میں قرآن مجید کی کوئی آیت سنتے تو رونے لگتے۔

(ج) آخرت کی جواب دہی کے خوف سے مسلمان کے طرز عمل میں کیا تبدیلی آتی ہے؟

جواب: آخرت کی جواب دہی کے خوف سے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچنے کی کوشش کرتے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی خشیت اور خوف عذاب جہنم سے بچنے کا ذریعہ ہے۔

(د) خشیت الٰہی سے کیا فوائد حاصل ہوتے ہیں؟

جواب: خشیت الٰہی سے دل میں خوف پیدا ہوتا ہے۔ دل اللہ تعالیٰ کی ناراضی اور غضب سے ڈرتا ہے۔ خشیت الٰہی سے نیک کاموں کی طرف رغبت پیدا ہوتی ہے اور برے کاموں سے نفرت ہوتی ہے۔ حکمت ودانائی کی دولت حاصل ہوتی ہے۔

(و) حدیث مبارکہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق اللہ تعالیٰ دوزخ کی آگ کس پر حرام کر دے گا؟

جواب: جو لوگ اللہ تعالیٰ سے ڈریں اور خوف خدا سے ان کی آنکھ سے آنسو نکل جائے اللہ تعالیٰ اس پر دوزخ کی آگ حرام کر دے گا۔

☆☆☆☆

حصہ سوم

تفصیلی جوابات

(الف) خشیت الٰہی اور فکر آخرت کی اہمیت بیان کریں۔

جواب: خشیت الٰہی اور فکر آخرت کی اہمیت:

جو شخص اللہ تعالیٰ کی ذات پر ایمان رکھتا ہوا سے اللہ تعالیٰ کی عظمت، قدرت اور اسے اللہ تعالیٰ کی عظمت وقدرت کا شعور بھی ہو۔ وہ جانتا ہو کہ ایک دن ایسا آنے والا ہے جب میں نے اپنی زندگی کے ایک ایک لمحے کا اللہ تعالیٰ کے حضور جواب دینا ہے تو اللہ تعالیٰ کے ہاں جواب دہی کے احساس کی وجہ سے اس کے دل میں خوف پیدا ہو جاتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی ناراضی اور غضب سے ڈرتا ہے۔ آخرت کی جواب دہی کا احساس اس کے اندر نیک کاموں کی طرف رغبت پیدا کرتا ہے اور برے کاموں سے اسے روکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اپنے نیک بندوں کی صفت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

إِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا

(سورۃ الفاطر: 35: آیت: 28)

ترجمہ: اللہ سے اس کے بندوں میں سے وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں۔

یعنی جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل ہے اور وہ آخرت کی زندگی کا علم بھی رکھتے ہیں وہی حقیقت میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے فرمایا:

اللہ کی قسم، اگر تم وہ سب جان لو، جو میں جانتا ہوں تو تمہارا ہنسنا بہت کم ہو جائے اور رونا بہت زیادہ ہو جائے۔

Ali Infoz 0310190027

Scanned with CamScanner

(ترمذی:2312)

(ب) خشیت الٰہی اور فکرِ آخرت سے مومن کی زندگی پر مرتب ہونے والے اثرات بیان کریں۔

جواب: خشیت الٰہی اور آخرت کا اثر:
صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کا فرمان سن کر رونے لگے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو عذاب جہنم کی شدت اور ہولناکی کا پورا پورا علم تھا۔ اس لیے ان پر ہر لمحہ اللہ تعالیٰ کا خوف غالب رہتا تھا۔ اللہ تعالیٰ کی معصیت اور نافرمانی سے بچنے کی ہر ممکن کوشش کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کی خشیت اور خوف عذاب جہنم سے بچنے کا ذریعہ ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کا ارشاد ہے:
جس بندہ مومن کی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کے خوف کی وجہ سے مکھی کے سر جتنا آنسو بھی اس کے رخساروں پر بہہ کے نکلے تو اللہ تعالیٰ دوزخ کی آگ اس پر حرام کر دے گا۔ (سنن ابن ماجہ:4197)

اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے ایک اور حدیث میں فرمایا:
جو شخص اللہ کے خوف کی وجہ سے روپڑے وہ آگ میں داخل نہیں ہوگا۔
(جامع ترمذی:1633)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں بیان کیا جاتا ہے کہ جب نماز کا وقت قریب آتا تو ان کے چہرے کا رنگ بدل جاتا۔ ایک بار ان سے کسی نے اس کا سبب پوچھا تو فرمایا کہ اس بوجھ کو اٹھانے کا وقت ہے جسے اللہ تعالیٰ نے آسمان وزمین پر پیش کیا تو ان سب نے اس بوجھ کو اٹھانے سے انکار کر دیا۔ یہی حال آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادے نواسہ رسول صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تھا۔ جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وضو شروع کرتے تو چہرے کا رنگ بدل جاتا۔ ایک موقع پر اس بارے میں کسی نے پوچھا تو کہنے لگے کہ یہ وقت ایک بڑے جبار بادشاہ کے حضور پیشی کا وقت ہے۔

یہ حال صرف حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نہ تھا بلکہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی یہی حالت تھی۔ جب کبھی وہ اللہ تعالیٰ کی پکڑ یا عذاب کے بارے میں قرآن مجید کی کوئی آیت سنتے تو خشیت الٰہی سے ان کی چیخیں نکل جاتیں۔ یہ لوگ خشیت الٰہی کا عملی نمونہ تھے۔

قرآن وحدیث کی ان تعلیمات سے پتہ چلتا ہے کہ خشیت الٰہی انسان کو اللہ تعالیٰ کے قریب کر دیتی ہے۔ اس کی وجہ سے انسان برائیوں سے بچنے اور نیکی کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ خشیت الٰہی کی وجہ سے حکمت ودانائی کی دولت حاصل ہوتی ہے۔

(ب) عبادات

مشق حصہ اول معروضی

سوال 1: درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

i- زکوٰۃ کا معنی ہے:
(ا) عبادت کرنا (ب) پاک کرنا ✓
(ج) دعا کرنا (د) ادا کرنا

ii- زکوٰۃ اسلام کا رکن ہے:
(ا) دوسرا (ب) تیسرا ✓
(ج) چوتھا (د) پانچواں

iii- قرآن مجید میں زکوٰۃ کے اوصاف بیان کیے گئے ہیں:
(ا) سات (ب) آٹھ ✓
(ج) نو (د) دس

iv- زکوٰۃ کا بنیادی مقصد معاشرے سے خاتمہ کرنا ہے:
(ا) امیری کا (ب) جاگیرداری کا
(ج) سرداری کا (د) غربت کا ✓

v- زکوٰۃ کا انکار کرنے والوں کے خلاف جہاد کیا:
(ا) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ✓
(ب) حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے
(ج) حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے
(د) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

☆☆☆☆

حصہ دوم

مختصر جوابات

1- مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جواب لکھیں:

(الف) زکوٰۃ کا لفظی معنی کیا ہے؟
جواب: زکوٰۃ کا لفظی معنی 'پاک ہونا، بڑھنا اور نشوونما پانا' ہے۔

(ب) قرآن مجید میں کن دو اہم اسلامی عبادات کا ایک ساتھ ذکر کیا گیا ہے؟
جواب: قرآن مجید میں نماز اور زکوٰۃ کا ایک ساتھ ذکر کیا گیا ہے۔

(ج) زکوٰۃ کو نماز کی طرح اہم کیوں سمجھنا چاہیے؟
جواب: جس طرح اسلام میں نماز کی اہمیت ہے اسی طرح زکوٰۃ بھی اسلام کا ایک اہم رکن ہے۔ یہ دونوں اسلام کے بنیادی ستون ہیں۔ اگر نماز جسمانی عبادت ہے تو زکوٰۃ مالی عبادت ہے۔ ایک مسلمان کے لیے جسمانی اور مالی دونوں طرح کی عبادت ضروری ہے۔

(د) آیت کا ترجمہ لکھیں۔
جواب: ترجمہ: ''جو زکوٰۃ تم دیتے ہو جس سے اللہ تعالیٰ کی رضامندی طلب کرتے ہو تو یہی لوگ (اپنا مال اللہ کے ہاں) بڑھانے والے ہیں۔''

Ali Infoz 03101190027

Scanned with CamScanner

(د) حدیث کا ترجمہ لکھیں۔

جواب: ترجمہ: ''یہ زکوٰۃ ان کے مال داروں سے لے کر ان کے غریبوں میں تقسیم کی جاتی ہے۔''

(ہ) نصاب سے کیا مراد ہے؟

جواب: مال و دولت کی وہ خاص مقدار جس پر زکوٰۃ فرض ہوتی ہے ''نصاب'' کہلاتی ہے۔ زکوٰۃ کا نصاب یہ ہے۔

1- سونا: ساڑھے سات تولے یا اس کی قیمت کے برابر نقدی۔

2- چاندی: ساڑھے باون تولے چاندی یا اس کی قیمت کے برابر نقدی۔

☆☆☆☆

حصہ سوم

تفصیلی جوابات

(الف) زکوٰۃ کی اہمیت پر روشنی ڈالیں۔

جواب: زکوٰۃ کی اہمیت:

جس طرح اسلام میں نماز کی اہمیت ہے اسی طرح زکوٰۃ بھی اسلام کا ایک اہم رکن ہے۔ یہ دونوں اسلام کے بنیادی ستون ہیں۔ اگر نماز جسمانی عبادت ہے تو زکوٰۃ مالی عبادت ہے، ایک مسلمان کے لیے جسمانی اور مالی، دونوں طرح کی عبادت انجام دینا ضروری ہے اس لیے زکوٰۃ بھی نماز ہی کی طرح اہم سمجھنا چاہیے۔

زکوٰۃ کی ادائیگی دراصل اس بات کا اظہار ہے کہ مال و دولت اللہ تعالیٰ ہی کی دی ہوئی نعمت ہے، اور اسے اللہ تعالیٰ کے احکام کی بجا آوری ہی میں خرچ کرنا چاہیے۔ زکوٰۃ دینے سے مال میں کمی واقع نہیں ہوتی، بلکہ اضافہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ زَكٰوةٍ تُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ

(سورۃ الروم:30: آیت 39)

ترجمہ: جو زکوٰۃ تم دیتے ہو جس سے اللہ کی رضامندی طلب کرتے ہو تو یہی لوگ (اپنا مال اللہ کے ہاں) بڑھانے والے ہیں۔

زکوٰۃ کی ادائیگی سے انکار کرنا گویا اسلام کا انکار کرنا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت میں کچھ قبائل نے زکوٰۃ ادا کرنے سے انکار کیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کے خلاف جہاد کا اعلان کر دیا۔

(ب) زکوٰۃ کے مصارف بیان کریں۔

جواب: زکوٰۃ کے مصارف:

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں آٹھ قسم کے لوگوں کو زکوٰۃ حاصل کرنے کا حق دار قرار دیا ہے۔ انہیں مصارف زکوٰۃ کہتے ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں۔

(1) فقرا

(2) مساکین

(3) محکمہ زکوٰۃ کے ملازمین

(4) نئے مسلمان

(5) غلام اور قیدی آزاد کرانے میں

(6) قرض داروں کے قرض کی ادائیگی میں

(7) اللہ کی راہ میں

(8) مسافروں کی مدد میں

(ج) زکوٰۃ سے معاشرے کے حالات کو کیسے بہتر کیا جا سکتا ہے؟

جواب: زکوٰۃ سے معاشرے کا سنوارنا:

زکوٰۃ ایک ایسی عبادت ہے جو مسلمانوں کے لیے صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کا ذریعہ ہی نہیں بلکہ معاشرتی طور پر بھی بہت اہمیت کی حامل ہے۔

(i) زکوٰۃ معاشرتی فلاح و بہبود کی ضامن ہے۔ اس سے انسان کی مال کے ساتھ محبت کم ہو جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کا جذبہ پروان چڑھتا ہے۔ یہ معاشرے میں ایک دوسرے کے ساتھ محبت، اخوت اور ہمدردی کا برتاؤ کرنے کا درس دیتی ہے۔ یہ انسان کو لالچ، بخل اور خود غرضی جیسی بری صفات سے بچاتی ہے۔

(ii) زکوٰۃ معاشرے میں گردش دولت کا سبب بنتی ہے۔ اس طرح دولت صرف خاص لوگوں تک محدود نہیں رہتی بلکہ معاشرے کے تمام طبقات تک پہنچتی ہے۔ یہ معاشرے کے تمام افراد کی معاشرتی حالت بہتر بناتی ہے اور معاشرتی استحکام کا سبب بنتی ہے جس سے معاشرے میں غربت و افلاس کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے فرمایا:

تُؤْخَذُ مِنْ اَغْنِيَائِهِمْ فَتُرَدُّ عَلٰى فُقَرَائِهِمْ

(صحیح بخاری:1395)

ترجمہ: یہ (زکوٰۃ) ان کے مال داروں سے لے کر ان کے غریبوں میں تقسیم کی جاتی ہے۔

(iii) اسلام نے زکوٰۃ کی صورت میں ایک بہترین معاشرتی نظام دیا ہے۔ اس نظام کی وجہ سے معاشرہ خوش حال ہو جاتا ہے۔ غریب اور کمزور لوگوں کے دلوں سے احساس محرومی ختم ہو جاتا ہے۔ وہ بھی اپنے آپ کو معاشرے کا ایک اہم فرد سمجھنا شروع کر دیتے ہیں۔

☆☆☆☆

(ب) حج اور اس کی عالمگیریت

مشق

حصہ اول معروضی

سوال 1: درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

i- حج ارکان اسلام کا رکن ہے:

(ا) دوسرا (ب) تیسرا

(ج) چوتھا (د) پانچواں ✓

Ali Infoz 03101900027

Scanned with CamScanner

-ii حج کے لغوی معنی ہیں:
(ا) عبادت کرنے کے (ب) مکہ مکرمہ جانے کے ✓
(ج) زیارت کا ارادہ کرنے کے (د) مدینہ منورہ جانے کے

-iii حج کی سنت ہے:
(ا) حضرت موسیٰ علیہ السلام (ب) حضرت عیسیٰ علیہ السلام
(ج) حضرت ابراہیم علیہ السلام ✓
(د) حضرت ہارون علیہ السلام

-iv حج ہر صاحب استطاعت مسلمان پر زندگی میں فرض ہے:
(ا) ایک بار ✓ (ب) دو بار
(ج) تین بار (د) چار بار

-v حج ایک اجتماع ہے:
(ا) قومی ✓ (ب) کثیر المقاصد
(ج) نظریاتی (د) نسلی

☆☆☆☆

حصہ دوم

مختصر جوابات

-1 مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جواب لکھیں۔

(الف) شریعت کی اصلاح میں حج سے کیا مراد ہے؟

جواب: شریعت کی اصلاح میں ذوالحجہ کے مخصوص مہینے میں خانہ کعبہ میں حاضری دینا اور مناسک حج ادا کرنا حج کہلاتا ہے۔

(ب) حج کے لغوی اور اصطلاحی معنی بیان کریں۔

جواب: حج کے لغوی معنی "زیارت کا ارادہ کرنا" ہیں۔ شریعت کی اصطلاح میں ذوالحجہ کے مہینے میں خانہ کعبہ میں حاضری دینا اور مناسک حج ادا کرنا ہیں۔

(ج) حج کس طرح مسلمانوں کے اتحاد و اتفاق کا مظہر ہے؟

جواب: دنیا بھر سے مسلمان بیت اللہ کی زیارت کے لیے آتے ہیں۔ یہ انسانی تاریخ کا سب سے بڑا اجتماع ہوتا ہے جو اسلامی اخوت، مساوات اور یک جہتی کا نمائندہ اجتماع ہوتا ہے۔ سب مسلمان اکٹھے مل کر ایک خدا کی عبادت کرتے ہیں۔ سب ایک ہی لباس میں ملبوس ہوتے ہیں اور ایک ہی تلبیہ کی پکار کرتے ہیں۔

(د) حج کی تاریخی اہمیت دو سطروں میں بیان کریں۔

جواب: حج کے موقع پر مسلمان ایک ہی لباس پہنے ایک ہی امام کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں۔ حج کے موقع پر مسلمانوں کا اجتماع دنیا کی تاریخ کا سب سے بڑا اجتماع ہوتا ہے۔ سب ایک ہی خدا کے سامنے سر بسجود ہوتے ہیں اور ایک ہی خدا سے دعا کرتے ہیں۔

(و) استطاعت کے باوجود حج نہ کرنے والے شخص کے بارے میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا ارشاد فرمایا ہے؟

جواب: استطاعت کے باوجود حج نہ کرنے والے شخص کے بارے میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:
"جس نے استطاعت کے باوجود حج نہ کیا تو اس کو اختیار ہے یہودی ہو کر مرے یا نصرانی"

(ہ) حطیم کیا ہے؟

جواب: حطیم کو حجر اسماعیل بھی کہا جاتا ہے۔ خانہ کعبہ کے شمال میں ایک دیوار ہے جس کے باہر سے طواف کیا جاتا ہے اس دیوار کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ خانہ کعبہ میں شامل تھی۔ حطیم کی اونچائی 30 انچ (90 سنٹی میٹر) اور چوڑائی 5.1 میٹر (9.4 فٹ) ہے۔

☆☆☆☆

حصہ سوم

تفصیلی جوابات

(الف) حج کی فرضیت اور فضیلت بیان کریں۔

جواب: حج کی فرضیت و فضیلت:
حج مالی اور بدنی عبادتوں کا مجموعہ ہے اور ہر صاحب استطاعت مسلمان پر زندگی میں ایک بار فرض ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا
(سورۃ آل عمران 3: آیت 97)

ترجمہ: اور اللہ کے لیے لوگوں پر اس گھر کا حج کرنا (فرض) ہے جو کوئی بھی اس کی طرف جانے کی استطاعت رکھتا ہو۔

حج ایک عظیم عبادت اور گناہوں کے لیے کفارہ ہے۔ جو شخص خلوص دل کے ساتھ بیت اللہ کی زیارت کا فریضہ انجام دیتا ہے۔ وہ گناہوں سے ایسے پاک ہو جاتا ہے، جس طرح ماں کے پیٹ سے پیدا ہونے والا بچہ گناہوں سے پاک ہوتا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے اس گھر کا حج کیا اور پھر کوئی گناہ کا کام نہیں کیا۔ اس طرح واپس آتا ہے جیسے اسے ماں نے جنا ہو۔
(صحیح بخاری: 1549)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے حج کرنے والے کو اللہ تعالیٰ کا مہمان بتایا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے مہمان اگر اس سے دعا کریں تو وہ قبول کرتا ہے اور اگر وہ اس سے بخشش طلب کریں تو ان کو بخش دیتا ہے۔

حج دراصل اللہ تعالیٰ کے حضور حاضری کا نام ہے۔ ہر حاجی احرام باندھ لینے کے بعد یہ کلمات بار بار دہراتا ہے۔ جن میں وہ اسی جذبے کا اظہار کرتا ہے۔ یہ کلمات "تلبیہ" کہلاتے ہیں۔

لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ ... لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ ... إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَاشَرِيْكَ لَكَ
(صحیح بخاری: 1549)

ترجمہ: میں حاضر ہوں، اے اللہ! میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں، تیرا

Ali Infoz 03101190027

Scanned with CamScanner

کوئی شریک نہیں، میں حاضر ہوں، بے شک سب تعریفیں تیرے لیے ہیں اور نعمت سب تیری ہے۔ بادشاہی سب تیری ہے، تیرا کوئی شریک نہیں۔

جب ہر طرف سے لَبَّيْكَ. اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ کی صدا بلند ہونے لگتی ہے تو ایسا روح پرور ماحول بن جاتا ہے کہ درخت اور پتھر بھی اس صدا کو بلند کرتے معلوم ہوتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے فرمایا:

ترجمہ: جب کوئی مسلمان لبیک کہتا ہے تو اس کے دائیں اور بائیں جس قدر پتھر، درخت اور زمین کے ڈھیلے ہوتے ہیں وہ بھی لبیک کہنے لگتے ہیں یہاں تک کہ زمین کا پورا خطہ لبیک کی صدا سے گونج اٹھتا ہے۔

(سنن ترمذی:828)

استطاعت کے باوجود حج نہ کرنے والے کے بارے میں سیدنا حضرت محمد ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

جس نے استطاعت کے باوجود حج نہ کیا تو اس کو اختیار ہے یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر۔

(سنن ترمذی:812)

(ب) مناسک حج تفصیلاً بیان کریں۔

جواب: مناسک حج:

حج کے دوران میں حاجی جو اعمال بجا لاتا ہے، انہیں مناسک حج کہا جاتا ہے۔ ان میں احرام، میقات، تلبیہ، طواف سعی، عرفات میں قیام کرنا، قربانی کرنا، مزدلفہ میں قیام کرنا وغیرہ شامل ہیں۔ ان کی تفصیل درج ذیل ہے:

1- احرام: یہ لباس دو اَن سلی چادروں پر مشتمل ہوتا ہے۔ جسے حاجی حج کی نیت کرتے ہوئے باندھتا ہے۔ عورتوں کا لباس ہی ان کا احرام ہوتا ہے۔

2- تلبیہ: حج کے دوران میں بلند آواز سے لَبَّيْكَ۔ اَللّٰهُمَّ لبیک پکارنا "تلبیہ" کہلاتا ہے۔

3- میقات: جہاں سے حرم کی حدود شروع ہوتی ہیں اور احرام باندھا جاتا ہے اسے "میقات" کہتے ہیں۔

4- طواف: طواف کے معنی چکر لگانے کے ہیں۔ اس سے مراد خانہ کعبہ کے گرد سات چکر لگانا ہے۔

5- عرفات میں قیام: یہ حج کا رکن اعظم ہے۔ اس کے بغیر حج ادا نہیں ہوتا۔ ذوالحجہ کی نو تاریخ کو تمام حاجی میدان عرفات میں جمع ہوتے اور امام کا خطبہ سنتے ہیں۔ میدان عرفات میں یہ قیام 9 ذوالحجہ کو سورج طلوع ہونے سے سورج غروب ہونے تک ہوتا ہے۔

6- مزدلفہ میں قیام: اس سے مراد وہ میدان ہے جہاں حاجی عرفات سے واپسی پر 9 اور 10 ذوالحجہ کی درمیانی رات قیام کرتے ہیں۔ یہ عمل "قیام مزدلفہ" کہلاتا ہے۔

7- قربانی: حج کے موقع پر حاجی اللہ تعالیٰ کے حضور منیٰ کے میدان میں جانور ذبح کرتے ہیں۔ اس عمل کو قربانی کہا جاتا ہے۔

8- رمی جمرات: جمرات، منیٰ کے میدان میں نصب علامات ہیں۔ جن کو حاجی کنکریاں مارتے ہیں۔ جو 10، 11 اور 12 ذوالحجہ کو اپنے مقررہ وقت پر ماری جاتی ہیں۔

9- سعی: سعی کے معنی کوشش کرنا، چلنا یا دوڑنا کے ہیں۔ اس سے مراد صفا اور مروہ کے درمیان دوڑ کر سات چکر لگانا ہے۔

10- حلق کرانا: قربانی کرنے کے بعد حاجی اپنے بال منڈواتے ہیں جسے "حلق" کہتے ہیں۔

(ج) حج ایک عالمگیر اجتماع ہے۔ نوٹ لکھیں۔

جواب: حج کی عالمگیریت اور فوائد:

حج اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار کرنے والوں کا عالمگیر اجتماع ہے۔ دنیا بھر سے مسلمان بیت اللہ کی زیارت کرنے کے لیے آتے ہیں۔ انسانی تاریخ میں اتنا بڑا اجتماع کبھی دیکھنے کو نہیں ملا۔ اسے بجا طور پر نوع انسانی کا نمائندہ اجتماع کہا جا سکتا ہے۔ یہ اسلامی اخوت و مساوات اور یکجہتی کا ایک بین الاقوامی مظاہرہ ہے۔ یہاں دنیا بھر سے آئے لاکھوں افراد سماجی اور اخلاقی روابط کے بندھن میں یک جان ہو جاتے ہیں، بے تکلف تبادلہ خیال ہوتا ہے۔ خلوص و وفا کے رشتے استوار ہونے کے ساتھ ساتھ اخوت و مساوات کے لازوال رشتوں کی تجدید ہوتی ہے۔ مختلف ممالک کے مسلمانوں کو آپس میں ملنے جلنے اور ایک دوسرے کو سمجھنے کا موقع ملتا ہے۔ جس سے رواداری، اپنائیت اور اجتماعی احساس ہمدردی پیدا ہوتا ہے۔ مسلمانوں کا یہ اجتماع ان کے اتحاد و اتفاق اور عالمی برادری کا تصور پیش کرتا ہے۔ پانچ وقت نمازوں کے اوقات میدان عرفات میں اور دیگر مناسک حج میں مسلمانوں کا روح پرور اجتماع مسلم بھائی چارے اور اخوت کا بے مثال اور جیتا جاگتا ثبوت ہے۔ یہ اسلام کے دشمنوں پر انتہائی رعب و دبدبہ پیدا کرتا ہے اور مسلمانوں کے دلوں میں احساس عظمت اجاگر کرتا ہے۔

اس اجتماع میں تمام مسلمان ایک ہی رنگ میں رنگے ہوئے نظر آتے ہیں۔ مسلمانوں کا یہ اتحاد خدائے بزرگ و برتر کی وحدانیت کا اقرار ہے۔ دنیا بھر سے تمام مسلمانوں کا ہر سال، ایک ہی مرکز پر اکٹھے ہونا، قلبی و روحانی اتحاد کے ساتھ ملنا، رب واحد پر ایمان کی نشانی ہے۔ گویا حج دنیا کے تمام مسلمانوں کی مشترکہ میراث ہے۔ جو بھی خدائے واحد کا اقرار کرے وہ اس بین الاقوامی برادری کا حصہ بن سکتا ہے۔ یہ وہ نعمت ہے جو اسلام کے سوا اولاد آدم کو کسی نے عطا نہیں کی۔

(د) حج کے فوائد بیان کریں؟

جواب: حج کے فوائد:

حج صرف ایک عبادت ہی نہیں، بلکہ یہ تجارتی اور اقتصادی تعاون کا ایک اہم ذریعہ بھی ہے۔ حج کی یہ اہمیت قدیم دور سے مسلمہ ہے۔ اہل عرب حج کے موقع پر تجارتی میلے لگاتے تھے۔ موجودہ دور میں مسلمانوں کو بھی اس کی اشد ضرورت ہے کہ مسلمان باہمی تجارت کو فروغ دینے کے لیے حج کے عظیم اجتماع سے فائدہ اٹھائیں اور عالمی سطح پر تجارتی اور اقتصادی تعاون کے ذریعے سے امت مسلمہ کے مفادات کا تحفظ کریں۔

حج کے دوران میں ہر رنگ، نسل، ملک اور خطے کے لوگ ایک جگہ

Ali Imtiaz 03101190027

Scanned with CamScanner

پر جمع ہو کر حج کے عالمگیر اجتماع ہونے کے نظریے کی سچائی اور تصور کی گواہی دیتے ہیں۔ یوں حج کے عالمگیر اجتماع ہونے کی صداقت دنیا پر عیاں ہوتی ہے۔ حج ایک کثیر المقاصد اجتماع ہے۔ دورِ حاضر میں مسلمانوں کے مابین اتحاد و اتفاق کی اشد ضرورت ہے۔ موجودہ حالات میں حج دنیا کے اندر اتحاد، اتفاق اور امن کو قائم کرنے کا اہم ذریعہ بن سکتا ہے۔ حج کا عظیم اجتماع مسلمانوں کو یہ احساس دلاتا ہے کہ وہ مل کر آپس میں یکجہتی اور اتفاق و اتحاد کا مظاہرہ کریں۔

☆☆☆☆

(ج) اسلامی عبادات کے تقاضے اور اثرات

مشق

حصہ اول معروضی

سوال 1: درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

i- اشرف المخلوقات کے درجے پر فائز کیا گیا:

(ا) انسان کو ✓ (ب) حیوان کو

(ج) جنوں کو (د) فرشتوں کو

ii- باطنی اعمال کا تعلق ہے:

(ا) دل سے ✓ (ب) زبان سے

(ج) دماغ سے (د) ذہن سے

iii- کون سا دین انسانی فطرت کے مطابق ہے:

(ا) ہندومت (ب) عیسائیت

(ج) یہودیت (د) اسلام ✓

iv- حجۃ الوداع کے موقع پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے انسانی فضیلت کا معیار قرار دیا:

(ا) اخلاص کو (ب) تقویٰ کو ✓

(ج) نیت کو (د) ایمان کو

v- حدیث کے مطابق اعمال کا دارومدار ہے:

(ا) نیت پر ✓ (ب) عبادت پر

(ج) ارادے پر (د) یقین پر

☆☆☆☆

حصہ دوم مختصر جوابات

1- مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جواب لکھیں:

(الف) شریعت میں عبادت سے کیا مراد ہے؟

جواب: ہر وہ کام جسے اللہ تعالیٰ کے احکام کی بجا آوری میں سرانجام دیا جائے، شریعت میں اسے عبادت کہتے ہیں۔

(ب) انسان کا مقصدِ زندگی کیا ہے؟

جواب: انسان کی زندگی کا مقصد اللہ تعالیٰ کی عبادت اور خدا کی مخلوق کی خدمت کرنا ہے۔

(ج) دل کو تقویٰ کا مقام کیوں قرار دیا گیا ہے؟

جواب: تمام عبادات کی بنیاد تقویٰ پر ہے اور یہی انبیاء علیہم السلام کا وصف ہے۔ تمام عبادات دل کے راضی ہونے پر ہوتی ہیں۔ اسی لیے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تقویٰ دل میں ہے۔

(د) عمل کے لیے نیت کی اہمیت بیان کریں۔

جواب: عبادات کے قبول ہونے یا رد ہونے کی کسوٹی اخلاص پر ہے۔ اسی لیے تمام نیک اعمال کے لیے انسان کا مطلوب اخلاصِ نیت ہونا چاہیے۔ حدیث شریف ہے "بے شک اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔"

(ہ) قرآنی آیت کے مطابق جن و انس کی پیدائش کا مقصد کیا ہے؟

جواب: قرآنی آیت کے مطابق جن و انس کی پیدائش کا مقصد اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا ہے۔

☆☆☆☆

حصہ سوم تفصیلی جوابات

(الف) اسلام میں عبادت کا حقیقی مفہوم تفصیل سے بیان کریں؟

جواب: عبادت کا حقیقی مفہوم:

عبادت کا حقیقی مفہوم بے حد وسیع ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے احکام اور رضا حاصل کرنے والے ظاہری و باطنی اعمال پر مشتمل جامع اصطلاح ہے۔ لہٰذا نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج، راست گفتاری، ادائیگی، امانت، والدین سے حسنِ سلوک، صلہ رحمی، ایفائے عہد، امر بالمعروف و نہی عن المنکر، پڑوسی، یتیم، مساکین، مسافر اور چوپایوں کے ساتھ نیکی، اللہ تعالیٰ سے دعا اور اس کا ذکر جیسی چیزیں عبادت میں شامل ہیں۔

اللہ رب العزت نے انسان کو اشرف المخلوقات کے درجے پر فائز کر کے اس دنیا میں بھیجا اور جہاں اس کی جسمانی ضرورت کے لیے اشیاء ارض کو مسخر کر دیا وہیں اس کی روحانی ضرورت کو پورا کرنے کے لیے اس کو اپنی عبادت کا پابند بنایا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ

(سورۃ الذاریات 51، آیت 56)

ترجمہ: اور ہم نے جنوں اور انسانوں کو اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا۔

حدیث مبارکہ میں ہے: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کے ساتھ ایک دن سوار تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے فرمایا: "اے معاذ! کیا تم جانتے ہو اللہ تعالیٰ کا حق اس کے بندوں پر کیا ہے اور بندوں کا حق اللہ تعالیٰ پر کیا ہے؟ میں نے کہا: "اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں"۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا حق بندوں پر یہ ہے کہ وہ صرف اسی کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور اللہ تعالیٰ پر بندوں کا حق یہ ہے کہ جو اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائے اسے عذاب نہ دے۔" (صحیح بخاری: 2856)

Ali Infoz 03101190027

Scanned with CamScanner

تمام عبادات کی بنیاد ہی تقویٰ ہے اور یہی انبیاء علیہ السلام کا وصف ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے فرمایا: ”تقویٰ یہاں ہے، تقویٰ یہاں ہے، آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے اپنے سینے کی طرف اشارہ کر کے تین بار یہ لفظ دہرائے اَلتَّقْوٰى هٰهُنَا یعنی انسان کا تقویٰ ظاہری نہیں بلکہ اس کے اندر دل میں موجود ہوتا ہے۔“ (صحیح مسلم:2564)

قرآن میں کئی سو آیات میں تقویٰ کی اہمیت پر زور دیا گیا اور اسے انسان کے لیے لازم قرار دیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اے لوگو! بلاشبہ ہم نے تم کو ایک مرد وعورت سے پیدا کیا ہے اور پھر ہم نے تم کو مختلف قبیلوں وقوموں میں تقسیم کر دیا ہے تا کہ تم ایک دوسرے کو پہچانو۔ اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ باعزت وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہے۔ یقیناً اللہ سب کچھ جاننے والا اور باخبر ہے۔

(سورۃ الحجرات:13:49)

حجۃ الوداع کے موقع پر آپ علیہ السلام نے تقویٰ کو انسانی فضیلت کا معیار قرار دیتے ہوئے فرمایا:

کسی عربی کو کسی عجمی پر، کسی عجمی کو کسی عربی پر، کسی گورے کو کالے پر یا کسی کالے کو گورے پر کوئی برتری نہیں مگر تقویٰ کے سبب۔ (مسند امام احمد: 23489)

(ب) دین اسلام کو فطری دین کیوں کہا جاتا ہے

جواب: دین اسلام فطری دین:

دین اسلام ایک فطری دین ہے اس لیے یہ انسان کے ہر ایسے کام کو شروع میں ہی رد کر دیتا ہے جو نمود و نمائش اور ریاکاری کی غرض یا نیت سے کیا جائے۔ اخلاص عبادات میں روح کی حیثیت رکھتا ہے اسی لیے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اور انہیں یہی حکم دیا گیا تھا کہ صرف اللہ کی عبادت کریں اس کے لیے دین کو خالص کرتے ہوئے بالکل یک سو ہو کر اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں اور یہی مضبوط (اور درست) دین ہے۔

(سورۃ البینۃ: آیت 5)

(ج) عبادت کا مقصد کیا ہے؟

جواب: عبادت کا مقصد:

عبادت کا مقصد اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا اور اس کی خوشنودی حاصل کرنا ہے۔ عبادت کی قبولیت کا دار و مدار خلوص نیت پر ہے ایسے اعمال جن کا انحصار نیت اخلاص پر نہ ہو اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان کی کوئی اہمیت نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

”اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور تمہارے مالوں کو نہیں دیکھتا بلکہ وہ تمہارے دلوں اور اعمال کو دیکھتا ہے۔“

(صحیح مسلم:2664)

باب سوم

سیرت طیبہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(الف) عہد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت وتبلیغ کی عالمگیریت وآفاقیت

مشق حصہ اول معروضی

سوال 1: درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

i- تبلیغ کے لغوی معنی ہیں:

(ا) بلانا ✓ (ب) دوسروں تک پیغام پہنچانا

(ج) دعوت دینا (د) حق دینا

ii- نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کے خطوط بہترین نمونہ تھے:

(ا) حکمت وتبلیغ کا ✓ (ب) خطاطی کا

(ج) عربی زبان کی ترویج کا (د) اہل عرب کی نمائندگی کا

iii- آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کو نبی بنا کر مبعوث کیا گیا:

(ا) امت مسلمہ کے لیے (ب) ایک خاص مدت کے لیے

(ج) اہل عرب کے لیے (د) قیامت تک تمام انسانیت کے لیے ✓

iv- آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے فرماں رواؤں کے نام خطوط لکھے:

(ا) بیعت رضوان کے بعد (ب) غزوۂ احزاب کے بعد

(ج) فتح مکہ کے بعد (د) صلح حدیبیہ کے بعد ✓

v- حبشہ کے بادشاہ کا نام تھا:

(ا) مقوقس (ب) قیصر

(ج) نجاشی ✓ (د) حارث بن شمر

☆☆☆☆

حصہ دوم

مختصر جوابات

1- مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جواب لکھیں:

(الف) دعوت وتبلیغ کا مفہوم بیان کریں؟

جواب: دعوت وتبلیغ:

دعوت وتبلیغ کا مطلب دوسروں تک پیغام پہنچانے کے ہیں۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کا مقصد اللہ تعالیٰ کا پیغام اس کے بندوں تک پہنچانا تھا۔ اس عظیم فرض کی ادائیگی کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث کیا گیا۔

(ب) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فریضہ رسالت کی ادائیگی کا حق کیسے ادا کیا؟

جواب: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فریضہ رسالت کی ادائیگی کا پورا پورا حق ادا کیا۔ اس راہ میں پیش آنے والی مشکلات کا صبر واستقامت سے

Ali Infoz 03101190027

Scanned with CamScanner

مقابلہ کیا۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کا پیغام لوگوں تک پہنچانے کے لیے اپنا تن من اور دھن سب کچھ وقف کر دیا۔

(ج) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دنیا کے بڑے بڑے فرماں رواؤں کے نام خط لکھ کر کیا دعوت پیش کی؟

جواب: حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم موقع پاتے ہی دنیا کے بڑے بڑے بادشاہوں کو خطوط کے ذریعے دین اسلام کی دعوت پیش کی۔

(د) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرماں رواؤں کے بھیجے جانے والے خطوط کا مقصد تحریر کریں۔

جواب: دنیا کے فرماں رواؤں کو خط لکھنے کا مقصد اللہ تعالیٰ کا پیغام دنیا کے کونے کونے تک پہنچانا تھا۔

(ہ) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک خاص انگوٹھی کس مقصد کے لیے بنوائی تھی؟

جواب: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطوط پر مہر لگانے کے لیے چاندی کی ایک انگوٹھی بنوائی جس پر "محمد رسول اللہ" نقش تھا۔

☆☆☆☆

حصہ سوم

تفصیلی جوابات

(الف) دعوت و تبلیغ کا مفہوم تفصیل سے بیان کریں؟

جواب: دعوت و تبلیغ کا مفہوم:

دعوت کے لغوی معنی بلانے اور تبلیغ کے معنی دوسروں تک پیغام پہنچانے کے ہیں۔ حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کے مقاصد بعثت میں سے ایک اہم مقصد اللہ تعالیٰ کے بندوں تک اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچانا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم اس عظیم فرض کی ادائیگی کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف مامور تھے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

يَاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ

(سورۃ المائدہ 5: آیت 67)

ترجمہ: اے رسول (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم)! پہنچا دیجیے جو کچھ آپ (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم) پر آپ کے رب کی جانب سے نازل فرمایا گیا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے فریضہ رسالت کی ادائیگی کا پورا پورا حق ادا کیا۔ اس راہ میں پیش آنے والی مشکلات و مصائب کا صبر و استقامت کے ساتھ مقابلہ کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچانے کے لیے اپنا تن من اور دھن سب کچھ اس راہ میں وقف کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم جہاں کہیں موقع پاتے، قرآن مجید کا پیغام لوگوں تک پہنچاتے۔ شب و روز آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم پر یہی فکر غالب رہتی تھی کہ کسی طرح یہ پیغام ہر ذی نفس تک پہنچا

جائے اور کوئی اس سے محروم نہ رہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کو حد سے زیادہ فکر کرنے سے منع فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَسَفًا

(سورۃ الکہف 18: آیت 6)

ترجمہ: تو شاید آپ (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم) ان کے پیچھے اپنی جان دے دیں گے اگر وہ اس بات پر ایمان نہ لائے افسوس کرتے ہوئے۔

(ب) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت کی عالمگیریت اور آفاقیت پر نوٹ لکھیں؟

جواب: نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم سے قبل تشریف لانے والے انبیائے کرام علیہم السلام کی دعوت و تبلیغ خاص قوم، علاقے اور نسل تک محدود تھیں۔ ایک ہی وقت میں مختلف علاقوں میں ایک سے زائد انبیائے کرام علیہم السلام موجود ہوتے تھے۔ مگر آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کو تمام انسانیت کے لیے نبی بنا کر مبعوث کیا گیا۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

قُلْ يَاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا

(سورۃ الاعراف 7:158)

ترجمہ: آپ فرما دیجیے اے لوگو! بے شک میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔

(ج) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب سے جزیرۃ العرب اور دیگر ممالک میں مختلف فرماں رواؤں کو بھیجے گئے سفراء کو دعوتی خطوط کی اہمیت بیان کریں۔

جواب: حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جزیرۃ العرب اور دیگر ممالک کو اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچانے کے لیے خطوط لکھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چاہتے تھے کہ دنیا کا کوئی کونہ ایسا نہ رہ جائے جہاں اللہ تعالیٰ کا پیغام نہ پہنچے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ان خطوط کی وجہ سے بہت سے فرماں روا دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے اور کچھ بدنصیب ایسے بھی تھے جو دیکھتے رہ گئے۔ ان خطوط کی مدد سے دنیا بھر میں اسلام کا نام روشناس ہوا۔ اسلام کی تبلیغ کے لیے ہر طرح کے ذرائع اور وسائل کو استعمال کیا گیا۔

☆☆☆☆

(ب) غزوہ خیبر

مشق حصہ اول معروضی

سوال 1: درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

Ali Imtoz 03101190027

Scanned with CamScanner

-i خیبر مدینہ منورہ سے فاصلے پر ہے:
(ا) قریباً 162 کلومیٹر (ب) قریباً 164 کلومیٹر
(ج) قریباً 166 کلومیٹر (د) قریباً 168 کلومیٹر ✓

-ii خیبر میں آباد تھے:
(ا) مسلمان (ب) عیسائی
(ج) ہندو (د) یہودی ✓

-iii غزوۂ خیبر پیش آیا:
(ا) 6 ہجری میں (ب) 7 ہجری میں ✓
(ج) 8 ہجری میں (د) 9 ہجری میں

-iv غزوۂ خیبر میں مسلمانوں کی تعداد تھی:
(ا) 1000 (ب) 1200
(ج) 1400 ✓ (د) 1600

-v خیبر میں یہودیوں کے قلعے تھے:
(ا) پانچ (ب) چھے
(ج) سات (د) آٹھ ✓

☆☆☆☆

حصہ دوم مختصر جوابات

-1 مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جواب لکھیں۔

(الف) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امن وامان قائم کرنے کے لیے کون سا معاہدہ کیا تھا؟

جواب: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تو مدینہ میں انصار کے علاوہ یہودیوں کے تین قبیلے بنوقینقاع، بنونظیر اور بنوقریظہ آباد تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امن وامان قائم رکھنے کے لیے ان قبیلوں سے معاہدہ کیا جسے میثاق مدینہ کہتے ہیں۔

(ب) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مرحب پر حملہ کرنے سے پہلے کیا فرمایا؟

جواب: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرحب سے مقابلہ کرنے کے لیے نکلے تو یہ کہہ رہے تھے ''میں وہ شخص ہوں کہ مری ماں نے میرا نام حیدر رکھا ہے۔ جنگل کے شیر کی طرح خوف ناک''

(ج) یہودی قبیلے خیبر میں کیوں آباد ہو گئے تھے؟

جواب: یہودیوں کو غزوۂ احزاب میں شکست ہوئی اس لیے یہ مدینہ منورہ سے نکل کر خیبر میں آباد ہو گئے۔ جہاں انہوں نے مضبوط قلعے تعمیر کیے تاکہ کوئی انہیں فتح نہ کر سکے۔

(د) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے خیبر کی فتح کے بارے میں کیا فرمایا تھا؟

جواب: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے خیبر کی فتح حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھوں ہونے کی خوش خبری دی تھی۔

(و) سیدہ صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

جواب: حضرت سیدہ صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایک یہودی سردار کی بیٹی تھیں جو قید ہو کر مدینہ منورہ آئیں۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں آزاد کیا اور پھر ان سے نکاح کر لیا۔

(ہ) جس وقت حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خیبر کی حدود میں داخل ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا فرمایا؟

جواب: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''میں کل جھنڈا ایک ایسے آدمی کو دوں گا جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے اور جس سے اس کے رسول محبت کرتے ہیں اور اس سے مراد جناب علی ابن طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے''

☆☆☆☆

حصہ سوم
تفصیلی جوابات

(الف) غزوۂ خیبر میں یہودیوں کی شکست کا حال تفصیل سے لکھیں۔

جواب: یہودیوں کی شکست:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کا یہ طریقہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم رات کو دشمن پر حملہ نہیں کرتے تھے۔ مسلمان نماز فجر ادا کرنے کے بعد شہر کی طرف بڑھے تو اس وقت یہودی کھیتی باڑی کے لیے گھروں سے نکل رہے تھے۔ تب انہوں نے لشکر اسلام کو اچانک اپنے سروں پر دیکھ کر واپس شہر کی طرف دوڑ لگا دی اور شور مچانا شروع کر دیا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم) اپنے لشکر کے ساتھ آ پہنچے ہیں۔ خیبر میں یہودیوں کے آٹھ مضبوط قلعے تھے جو وادی کے مختلف حصوں میں بٹے ہوئے تھے۔ اسلامی لشکر نے سب سے پہلے یہودیوں کے دفاعی قلعہ ناعم پر حملہ کیا۔ یہودیوں نے اسی قلعے میں اسلحہ جمع کر رکھا تھا۔ یہودیوں کے مشہور شہ سوار اور جانباز مرحب کا قلعہ بھی یہی تھا مرحب کو اپنی بہادری پر بڑا ناز تھا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے اس قلعے کو فتح کرنے کی ذمہ داری حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سونپی۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجاہدین کو لے کر اس قلعے کے سامنے پہنچے اور یہودیوں کو اسلام کی دعوت دی۔ یہودیوں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعوت کو ٹھکرا دیا۔ وہ اپنے سردار مرحب کی قیادت میں لڑنے کے لیے تیار ہو گئے۔

مرحب نہایت تکبر کے ساتھ اپنی تلوار لہراتا ہوا آگے بڑھا۔ وہ فخر و غرور کے ساتھ عربی اشعار پڑھ رہا تھا، جن کا مطلب تھا: ''خیبر کو معلوم ہے کہ میں مرحب ہوں، ہتھیار پوش، بہادر اور تجربہ کار۔'' اس کے مقابلے کے لیے اسلامی لشکر میں سے حضرت عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نکلے مگر شہید ہو گئے۔

ان کے بعد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ کہتے ہوئے آگے بڑھے: ''میں وہ شخص ہوں کہ میری ماں نے میرا نام حیدر رکھا ہے، جنگل کے شیر کی طرح خوفناک۔'' حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مرحب کے سر پر تلوار کی ایسی کاری ضرب لگائی کہ وہ وہیں ڈھیر ہو گیا۔ مرحب کے قتل ہو

Ali Infoz 03101190027

Scanned with CamScanner

جانے کے بعد یہودیوں کے حوصلے پست ہوگئے اور قلعہ ناعم فتح ہوگیا۔

یہودی اس قلعے سے نکل کر چپکے چپکے قلعہ صعب میں چلے گئے۔ اس قلعے کے سامنے بھی مسلمانوں اور یہودیوں میں بڑا زوردار مقابلہ ہوا، جس میں مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی۔ پھر یہودی قلعہ زبیر میں جمع ہو گئے۔ یہاں بھی انہوں نے شکست کھائی۔ یہودیوں نے دوسرے قلعوں میں محصور ہو کر مسلمانوں سے مقابلے کی کوشش کی۔ مگر مسلمانوں نے کہیں بھی ان کے قدم جمنے نہ دیے۔ اس طرح خیبر کے سارے قلعے فتح ہو گئے۔ یہودیوں نے شکست تسلیم:

(ب) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے اور یہودیوں کے درمیان ہونے والے معاہدے کی شرائط لکھیں۔

جواب: شرائط:

i- قلعے میں جو فوج ہے اس کی جان بخشی کر دی جائے۔

ii- یہودی اپنے مال، باغات، زمینیں، سونا چاندی، گھوڑے اور جنگی ساز و سامان، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کے سپرد کر دیں گے۔

iii- خیبر کی ساری زرعی کھیتی اور تمام پھلوں کی پیداوار کا نصف مسلمانوں کو دیا جائے گا اور باقی یہودیوں کو ملے گا۔

iv- جب تک اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کی مرضی ہو گی، یہ معاہدہ قائم رہے گا۔

(ج) غزوۂ خیبر کے نتائج بیان کریں۔

جواب: غزوۂ خیبر کے نتائج:

فتح خیبر سے درج ذیل نتائج حاصل ہوئے:

i- قریش اور یہودیوں پر مسلمانوں کا رعب و دبدبہ قائم ہو گیا اور آئندہ مسلمانوں کے خلاف جانے کی جرات نہ کر سکے۔

ii- مسلمانوں پر یہودی جارحیت کا خاتمہ ہو گیا۔

iii- اسلامی ریاست کی حدود میں اضافہ ہوا۔

iv- مسلمانوں کی خوش حالی میں اضافہ ہوا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جب خیبر فتح ہوا تو ہم نے کہا: اب ہمیں پیٹ بھر کھجور ملے گی۔ (صحیح بخاری: 4242)

v- مسلمانوں کا عدل و انصاف دیکھ کر بہت سے یہودی مسلمان ہو گئے۔

☆☆☆☆

(ج) معرکہ موتہ

مشق حصہ اول معروضی

سوال 1: درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

i- نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے حضرت حارث بن عمیر ازدی کو خط دے کر بھیجا:

(ا) شاہ ایران کی طرف (ب) حاکم بصریٰ کی طرف ✓
(ج) حاکم بلقاء کی طرف (د) قیصر روم کی طرف

ii- غزوۂ موتہ میں مسلمانوں کی تعداد تھی:

(ا) 3 ہزار ✓ (ب) 5 ہزار
(ج) 7 ہزار (د) 10 ہزار

iii- غزوۂ موتہ میں رومی لشکر کی تعداد تھی:

(ا) 30 ہزار (ب) 50 ہزار
(ج) ایک لاکھ (د) 2 لاکھ ✓

iv- غزوۂ موتہ میں مسلمانوں کے سپہ سالار تھے:

(ا) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(ب) حضرت حارث بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(ج) حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ✓
(د) حضرت ثابت بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

v- غزوۂ موتہ پیش آیا:

(ا) 6 ہجری میں (ب) 7 ہجری میں
(ج) 8 ہجری میں ✓ (د) 9 ہجری میں

☆☆☆☆

حصہ دوم

مختصر جوابات

1- مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جواب لکھیں:

(الف) غزوۂ موتہ کیوں پیش آیا؟

جواب: حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک خط حضرت حارث بن عمیر ازدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دے کر حاکم بصریٰ کو بھیجا۔ راستے میں بلقاء کے رومی گورنر شرجیل بن عمرو بن غسانی نے انہیں شہید کر دیا۔ سفیروں اور قاصدوں کا قتل جنگ کے مترادف تھا۔ چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رومیوں کو سبق سکھانے کے لیے تین ہزار مجاہدین پر ایک لشکر تیار کیا اور زید بن حارثہ کو اس کا سپہ سالار مقرر کیا۔

(ب) غزوۂ موتہ میں سپہ سالاروں کے تقرر کے بارے میں کیا فرمایا؟

جواب: آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سپہ سالاروں کے بارے میں فرمایا کہ اگر زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہو جائیں تو ان کی جگہ حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سپہ سالار ہوں گے اگر وہ شہید ہو جائیں تو ان کی جگہ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ سپہ سالار بنیں گے۔

(ج) غزوۂ موتہ کس بنا پر ایک عجیب وغریب اور ناقابل یقین واقعہ ہے؟

جواب: اس لڑائی میں تین ہزار مجاہدین دو لاکھ رومیوں کا مقابلہ بڑے جوش و جذبے سے کر رہے تھے۔ اس لیے یہ عجیب وغریب اور ناقابل یقین واقع ہے۔

(د) غزوۂ موتہ میں حضرت عبداللہ بن رواحہ کے شہید ہونے پر کس صحابی نے جھنڈا اٹھایا؟

جواب: غزوۂ موتہ میں حضرت عبداللہ بن رواحہ کے شہید ہونے پر

Ali Imtoz 03101190027

Scanned with CamScanner

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سپہ سالار مقرر ہوئے۔

(د) غزوہ موتہ میں فریقین کا کتنا نقصان ہوا؟

جواب: غزوہ موتہ میں صرف بارہ مسلمان شہید ہوئے جبکہ دشمن کا نقصان بہت زیادہ ہوا۔

(ہ) غزوہ موتہ کے دن بغیر کسی اطلاع کے آنے سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا خبر دی؟

جواب: غزوہ موتہ کے دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی اطلاع کے پہنچنے سے پہلے زید، جعفر اور ابن رواحہ رضی اللہ عنہم کی شہادت کی خبر صحابہ رضی اللہ عنہم کو سنا دی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اب اسلامی جھنڈے کو زید (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) لیے ہوئے ہیں اور وہ شہید کر دیے گئے۔ اب جھنڈا جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اٹھا لیا ہے اور وہ بھی شہید کر دیے گئے ہیں۔ اب ابن رواحہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے جھنڈا اٹھا لیا۔ اور وہ بھی شہید کر دیے گئے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ آخر اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار (خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے جھنڈا اٹھا لیا اور اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھ پر مسلمانوں کو فتح عنایت فرمائی۔ (صحیح بخاری، حدیث: 3757)

☆☆☆☆

حصہ سوم

تفصیلی جوابات

(الف) غزوہ موتہ میں پہلے دن کی لڑائی کا حال تفصیل سے لکھیں؟

جواب: غزوہ موتہ میں پہلے دن کی لڑائی کا حال:

معان میں دو روز قیام کے بعد مسلمان بلقاء میں پہنچے اور یہیں ان کا سامنا رومی فوج سے ہوا۔ موتہ کے مقام پر دونوں لشکر ایک دوسرے کے مقابل ہوئے اور لڑائی شروع ہو گئی۔ یہ لڑائی نہایت شدید اور نا قابل یقین تھی۔ تین ہزار مجاہدین دو لاکھ رومیوں کا مقابلہ کر رہے تھے۔ نہایت عجیب و غریب معرکہ تھا۔

سب سے پہلے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کا عطا کردہ سفید جھنڈا لیا اور نہایت دلیری اور پامردی کے ساتھ لڑائی شروع کر دی۔ دشمن کی صفیں درہم برہم کر دیں اور بالآخر جام شہادت نوش فرمایا۔ پھر حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جھنڈا اپنے ہاتھ میں لیا اور دشمن کو مرتے کاٹتے دور تک نکل گئے۔ اسی اثنا میں دشمن کے وار سے آپ کا دایاں ہاتھ کٹ گیا۔ آپ نے فوراً جھنڈا بائیں ہاتھ میں پکڑ لیا۔ دشمن نے بایاں ہاتھ بھی کاٹ دیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کے عطا کردہ جھنڈے کو کٹے ہوئے بازوؤں میں تھام لیا اور زمین پر نہ گرنے دیا۔ اسی دوران میں ایک دشمن نے تلوار کے وار سے حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کر دیا۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن رواحہ آگے بڑھے اور جھنڈا تھام لیا۔ کچھ دیر میں حضرت عبداللہ بن رواحہ بھی شہید ہو گئے تو ایک صحابی حضرت ثابت بن ارقم رضی اللہ عنہ نے لپک کر جھنڈا اٹھایا اور پکار کر کہا: مسلمانو! کسی کو اپنا سپہ سالار منتخب کر لو۔ لوگوں نے کہا یہ ذمہ داری آپ ہی انجام دے دیں لیکن وہ راضی نہ ہوئے۔ چنانچہ مسلمانوں نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا سپہ سالار منتخب کر لیا۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے جھنڈا ہاتھ میں لیا اور اس بے جگری اور دلیری سے لڑے کہ دشمن کو پیچھے ہٹنے پر مجبور کر دیا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ خود فرماتے ہیں کہ میں غزوہ موتہ میں اس شدت سے لڑا کہ میرے ہاتھ میں 9 تلواریں ٹوٹیں اور میرے پاس بس ایک چھوٹی تلوار بچی۔

(ب) حضرت عبداللہ بن رواحہ کے خطبے کی روشنی میں وضاحت کریں کہ مسلمان قلیل تعداد میں ہونے کے باوجود اتنے بڑے دشمن سے لڑنے پر کیوں آمادہ تھے؟

جواب: خطبہ:

"لوگو! خدا کی قسم۔ یہ تو وہی شہادت ہے جس کی طلب میں تم نکلے ہو۔ یاد رہے! دشمن کے ساتھ ہماری لڑائی تعداد، قوت اور کثرت کے بل بوتے پر نہیں بلکہ ہم تو اس دین کے بل بوتے پر لڑتے ہیں جو ہمیں اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا ہے۔ اس لیے چلو اور آگے بڑھو! ہمیں دو بھلائیوں میں سے ایک بھلائی تو حاصل ہو کر رہے گی۔ یا تو ہم غالب آئیں گے یا شہادت سے سرفراز ہوں گے۔"

حضرت عبداللہ بن رواحہ کی اس بات نے تمام مجاہدین میں ایک نئی روح پھونک دی اور وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں بے جگری سے لڑے۔

(ج) غزوہ موتہ کی روشنی میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جنگی بصیرت پر تفصیلی مضمون لکھیں۔

جواب: حضرت خالد بن ولید کی جنگی حکمت عملی:

پہلے دن کی لڑائی ختم ہوئی اور دونوں لشکر آرام کرنے کے لیے اپنی قیام گاہوں میں چلے گئے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو یہ فکر تھی کہ مسلمانوں کی تعداد کم ہے اور دشمن بہت زیادہ ہیں۔ اتنے بڑے دشمن کو اتنے کم مجاہدین کے ساتھ شکست دینا ممکن نہیں۔ اس لیے کوئی ایسی ترکیب کرنی چاہیے کہ مسلمان باحفاظت کسی بڑے نقصان کے بغیر مدینہ طیبہ پہنچ جائیں۔ چنانچہ صبح ہوئی تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اسلامی لشکر کی ترتیب بدل دی۔ اگلے حصے کو پیچھے اور پچھلے حصے کو آگے لے آئے۔ اسی طرح لشکر کے دائیں حصے کو بائیں اور بائیں حصے کو دائیں طرف متعین کیا۔ دشمن نے جب اسلامی لشکر میں بدلاؤ دیکھا تو وہ چونک گئے۔ وہ سمجھے کہ مسلمانوں کو کمک پہنچ گئی ہے اور ان کی تعداد میں اضافہ ہو گیا ہے۔ ادھر جب لڑائی شروع ہوئی تو مسلمان حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی ہدایات کے مطابق تھوڑا سا لڑے اور پھر آہستہ آہستہ پیچھے ہٹنا شروع ہو گئے۔ دشمن پہلے ہی مسلمان فوج کی تعداد میں اضافے کا سوچ کر خوفزدہ تھا۔ انہوں نے اسے مسلمانوں کی جنگی چال سمجھا۔ دشمنوں نے سوچا کہ مسلمان ہمیں جان بوجھ کر اپنے پیچھے صحرا میں لے جانا چاہتے ہیں تا کہ وہاں اپنے نئے ساتھیوں کے ساتھ مل کر ہمیں

Ali Infoz 03010190027

Scanned with CamScanner

گھیرلیں۔ لہٰذا وہ گھبرائے ہوئے پیچھے ہٹے۔

(د) غزوہ موتہ کے اثرات وثمرات بیان کریں۔

جواب: غزوہ موتہ کے اثرات وثمرات:

غزوہ موتہ سے اصل مقصد تو حاصل نہ ہو سکا مگر اس کے اثرات ضرورت ہوئے۔ جو کہ ذیل ہیں۔

1- عرب کے لوگ مسلمانوں کی دلیری، شجاعت اور بہادری سے متاثر ہوئے اور ان کے رعب سے خوف زدہ ہو گئے۔

2- کچھ قبائل جو پہلے سے مسلمانوں سے چھیڑ چھاڑ کرتے تھے باز آ گئے۔

3- اسلام کے دشمن یہ سمجھ گئے کہ مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کی حمایت اور مدد حاصل ہے۔

4- غزوہ موتہ مستقبل میں روم اور دیگر علاقوں کی فتح کا پیش خیمہ ثابت ہوا۔

(د) خصائص وشمائل

مشق

حصہ اول معروضی

سوال 1: درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

i- جو شخص آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کو دیکھتا تو مرعوب ہو جاتا:

(ا) پہلی بار اور اچانک ✓ (ب) نماز کی حالت میں

(ج) راستے میں (د) وعظ ونصیحت کرتے ہوئے

ii- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کے جسم مبارک پر نبوت کی مہر تھی:

(ا) دونوں بازوؤں کے درمیان

(ب) دونوں کندھوں کے درمیان ✓

(ج) سینہ مبارک پر (د) گردن کے قریب

iii- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیان کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کا پسینہ ہوتا تھا:

(ا) چاندی جیسا (ب) موتی جیسا ✓

✓ (ج) شبنم جیسا (د) گلاب جیسا

iv- آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کے سر میں چند بال سفید تھے۔

(ا) 53 برس کی عمر میں بھی (ب) 63 برس کی عمر میں بھی ✓

(ج) 55 برس کی عمر میں بھی (د) 60 برس کی عمر میں بھی

v- آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کا دریائے سخاوت اور زیادہ جوش سے آ جاتا تھا:

(ا) ذوالحجہ میں (ب) محرم الحرام میں

(ج) رمضان المبارک میں ✓ (د) شعبان المبارک میں

☆☆☆☆

حصہ دوم

مختصر جوابات

1- مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جواب لکھیں:

(الف) خصائص وشمائل نبوی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے کیا مراد ہے؟

جواب: خصائص وشمائل نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مراد حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق واوصاف اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حلیہ مبارک ہے۔

(ب) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قد مبارک کیسا تھا؟

جواب: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قد مبارک درمیانہ تھا۔ نہ بہت چھوٹا اور نہ بہت لمبا۔ چہرہ کسی قدر گول تھا۔

(ج) رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گفتگو کو سمجھنے میں کوئی دشواری پیش کیوں نہ آتی تھی؟

جواب: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ ٹھہر ٹھہر کر بات کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات پر کشش ہوتی تھی۔ ان کی گفتگو میں چاشنی اور وضاحت ہوتی تھی۔ بات نہ بہت مختصر ہوتی تھی نہ بہت طویل۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بات کرتے تو یوں لگتا جیسے لبوں سے پھول جھڑ رہے ہوں۔ گفتگو ہمیشہ جامع، واضح اور مدلل ہوتی۔

(د) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے ساتھیوں کا کیسے خیال رکھتے تھے؟

جواب: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے ساتھیوں کو ہمیشہ جوڑ کر رکھتے تھے۔ ان کی خبر گیری کرتے۔ لوگوں کے حالات دریافت کرتے رہتے تھے۔ اچھی چیز کی تعریف فرماتے اور بری چیز کو عیوب سمجھتے تھے۔ ہر کام اعتدال سے کرتے تھے۔

(و) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلسیں کیسی تھیں؟

جواب: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلسیں بہت پاکیزہ ہوتی تھیں۔ یہاں آوازیں بلند نہ ہوتی تھیں اور نہ کسی پر الزام تراشیاں ہوتی تھیں۔ مجلسوں میں ہمیشہ وعظ ونصیحت اور اللہ تعالیٰ کا پیغام سنایا جاتا تھا۔ جو بھی کام کرنا ہوتا تھا مجلسوں میں باہمی مشورے سے ہوتا۔

(ہ) اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اعلیٰ اخلاق کے بارے میں کیا فرمایا ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اعلیٰ اخلاق کے بارے میں فرمایا:

وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ

ترجمہ: "اور بے شک آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اخلاق کے اعلیٰ مرتبے پر ہیں۔"

☆☆☆☆

حصہ سوم

تفصیلی جوابات

(الف) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حلیہ مبارک اور حسن بے مثال کے متعلق تحریر کریں۔

Ali Infoz 03101190027

Scanned with CamScanner

جواب:

رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے بے مثال حسن عطا فرمایا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کا سراپا بھی بہت خوب صورت اور پرکشش تھا۔ سیرت کی کتابوں میں آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کا حلیہ مبارک بیان ہوا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کا رنگ چمکتا ہوا، چہرہ تابناک، آنکھیں سرمئی اور سیاہ سفید، پلکیں لمبی، ابرو باریک چمکدار، گھنے سیاہ بال اور لمبی گردن سے آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کی خوبصورتی جھلکتی تھی۔

آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کا قد درمیانہ تھا۔ نہ بہت چھوٹا اور نہ بہت لمبا۔ چہرہ کسی قدر گول تھا۔ سینے پر ناف تک بالوں کی ہلکی سی لکیر تھی۔ باقی جسم بالوں سے خالی تھا۔ ہاتھ پاؤں کی انگلیاں پر گوشت تھیں۔ چلتے تو آگے کی طرف جھکاؤ ہوتا۔ جب کسی طرف توجہ فرماتے تو پورے وجود کو اس طرف پھیر لیتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کے دونوں کندھوں کے درمیان نبوت کی مہر تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم سب سے زیادہ سخی، سب سے بڑے جرات مند، سب سے زیادہ سچے، سب سے بڑھ کر ایفائے عہد کرنے والے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم بہت زیادہ نرم طبیعت اور شریف وکریم انسان تھے۔

جو شخص پہلی بار اور اچانک آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کو دیکھتا تو مرعوب ہو جاتا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کے اخلاق و اوصاف سے واقف لوگ تو آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم پر جان چھڑکتے تھے۔ گویا آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم سے پہلے اور آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم جیسا کوئی نہیں دیکھا گیا۔

63 برس کی عمر میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کے سر میں چند بال سفید تھے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے کوئی حریر و ریشم نہیں چھوا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کی ہتھیلی سے زیادہ نرم ہو اور نہ کبھی عنبر یا مشک ایسی خوشبو سونگھی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کی خوشبو سے بہتر ہو۔ (صحیح بخاری: 3561)

سیدنا ابو جحیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں میں نے آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کا ہاتھ اپنے چہرے پر رکھا تو برف سے زیادہ ٹھنڈا اور مشک سے زیادہ خوشبودار تھا۔ (صحیح مسلم: 230)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کا پسینہ گویا موتی ہوتا تھا۔ حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ یہ پسینہ ہی سب سے زیادہ عمدہ خوشبو ہوا کرتی تھی۔ (صحیح بخاری: 3553)

(ب) نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کے نشست و برخاست، ملنے جلنے کے آداب تحریر کریں۔

جواب:

نشست و برخاست میں ہمیشہ متواضع اور منکسر مزاج رہتے۔ اپنے لیے کوئی مخصوص، ممتاز اور نمایاں نشست کی خواہش نہ رکھتے۔ نہ خود کو نمایاں اور بڑا ظاہر کرنے کی کبھی تمنا رہی۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم گھر میں ایک عام آدمی کی طرح زندگی گزارتے۔ اپنے ساتھیوں میں بھی برابر کا کام کرتے۔ اپنے لیے کسی استحقاق کا مطالبہ نہ کرتے۔ صحابہ اکرم رضی اللہ تعالیٰ عنہم آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کی تکلیف کے پیش نظر آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کو کام نہ کرنے یا پیدل نہ چلنے کی گزارش کرتے تو آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم ان کو منع فرما دیتے۔ گھر کے کام خود کر لیتے۔

آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم اپنے ساتھیوں کا خیال رکھتے، ان کو جوڑ کر رکھتے۔ ان کی خبر گیری کرتے۔ لوگوں کے حالات دریافت کرتے رہتے۔ اچھی چیز کی تحسین فرماتے اور بری چیز کو معیوب سمجھتے۔ اعتدال سے ہر کام کرتے۔ افراط و تفریط سے کام نہ لیتے۔ ہمیشہ حق کے لیے کھڑے ہوتے اور حق سے تجاوز نہ کرتے۔

کوئی شخص آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کے پاس آتا یا بیٹھتا تو آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کبھی اس سے پہلے نہ اٹھتے بلکہ اس کے اٹھنے اور جانے کا انتظار نہایت صبر کے ساتھ کرتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کی مجلسیں بہت پاکیزہ ہوتیں۔ یہاں آوازیں بلند نہ ہوتیں نہ دوسروں پر الزام تراشیاں ہوتیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کے چہرے پر ہمیشہ تازگی رہتی۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم بہت نرم خو تھے۔ نہ چیخ کر بات کرتے نہ فحش لفظ آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کی زبان سے نکلتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم وہی بات زبان پر لاتے جس میں ثواب کی امید ہوتی۔ کوئی شخص سخت کلامی سے کام لیتا تو آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم صبر کرتے۔

☆☆☆☆

(ب) اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وصحابہ وسلم اور ہماری عملی زندگی

(الف) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معاشرتی تعلیمات

مشق

حصہ اول معروضی

سوال 1: درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

-i حجاب اضافہ کرتا ہے:

(ا) عفت وعصمت میں ✓ (ب) عزت ووقار میں

(ج) شان (د) طہارت و پاکیزگی میں

-ii جن رشتہ داروں سے نکاح کرنا ہمیشہ حرام ہے کہلاتے ہیں:

(ا) غیر محرم رشتے دار (ب) قریبی رشتے دار

(ج) محرم رشتہ دار ✓ (د) دور کے عزیز و اقارب

Ali Infoz 03101190027

Scanned with CamScanner

iii- شریعت اسلامیہ پابندی عائد کرتی ہے:

(ا) ملنے جلنے پر (ب) گناہ کے محرکات پر ✓

(ج) باہر آنے جانے پر (د) کسی کے گھر آنے جانے پر

iv- تمدن کا اہم ترین جزو ہے:

(ا) حفاظت عصمت ✓ (ب) حفاظت وقار

(ج) حفاظت عزت (د) حفاظت مال

v- کسی کے گھر داخل ہونے سے پہلے اجازت لیں:

(ا) ایک مرتبہ (ب) دو مرتبہ

(ج) تین مرتبہ ✓ (د) پانچ مرتبہ

☆☆☆☆

حصہ دوم

مختصر جوابات

1- مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جواب لکھیں:

(الف) اسلامی معاشرے سے کیا مراد ہے؟

جواب: اسلامی معاشرہ: اسلامی معاشرے سے مراد وہ معاشرہ ہے جو اسلامی عقائد پر ایمان رکھتا ہو، اللہ کی توحید اور آخرت پر یقین رکھتا ہو اور جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کا آخری رسول مانتا ہو، جس کے تمام رشتے ناطوں میں، خانگی تعلقات میں، ملنے جلنے اور رہنے سہنے کے طریقوں میں، برتاؤ اور سلوک میں، فرائض، حقوق میں اسلامی عقائد اپنائے جائیں۔

(ب) سورۃ النور کی آیت نمبر 31 کا ترجمہ کریں۔

جواب:

ترجمہ: "اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مومنہ عورتوں سے فرما دیجیے کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں اور اپنی زینت ظاہر نہ کریں سوائے اس کے جو اس میں سے از خود ظاہر ہو جائے اور چاہیے کہ اپنے سروں پر لی ہوئی اوڑھنیاں اپنے گریبانوں پر ڈالے رکھیں اور اپنی زینت ظاہر نہ کریں سوائے اپنے شوہر یا اپنے والد یا اپنے شوہر کے والد یا اپنے بیٹوں یا اپنے شوہر کے بیٹوں یا اپنے بھائیوں یا اپنے بھتیجوں یا اپنے بھانجوں یا اپنی جیسی عورتوں یا کنیزوں کے جن کے وہ مالک ہیں یا مردوں میں سے ان کے خدمت گاروں کے جو (جنسی) خواہش نہیں رکھتے یا ان بچوں کے جو عورتوں کی پردہ والی چیزوں سے واقف نہیں ہوئے اور (مومنہ) عورتوں کو چاہیے کہ وہ (چلتے ہوئے) اپنے پاؤں (زمین پر) زور سے نہ رکھیں کہ وہ (سنگھار) ظاہر ہو جائے جو انہوں نے اپنی زینت میں سے چھپا رکھا ہے اور اے مومنو! تم سب اللہ کے حضور توبہ کرو تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ۔

(ج) رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نگاہ کو کس سے تشبیہ دی ہے۔ نگاہوں کی حفاظت کرنے والوں کے لیے کیا اجر ہے؟

جواب: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نگاہ کو ابلیس کے زہریلے تیروں سے تشبیہ دی ہے۔

(د) غض بصر سے کیا مراد ہے؟

جواب: غض بصر سے مراد نظریں نیچی رکھنا ہے۔

(ہ) دوسروں کے گھروں میں داخل ہونے کے احکامات و آداب بیان کرنے کا مقصد کیا ہے؟

جواب: دوسروں کے گھروں میں داخل ہونے کے احکامات و آداب بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ملاقاتی اور صاحب خانہ کے درمیان تعلقات اچھے رہیں۔

☆☆☆☆

حصہ سوم

تفصیلی جوابات

(الف) شریعت اسلامیہ صرف گناہوں سے نہیں روکتی بلکہ ان تمام ذرائع وسائل اور محرکات پر پابندی عائد کرتی ہے جو گناہوں کی طرف لے جاتے ہیں۔ قرآن و سنت کی روشنی میں مدلل جواب تحریر کریں۔

جواب: تہذیب و تمدن کو زوال سے بچانے، اخلاق و جذبات کو آوارگی سے محفوظ رکھنے اور خانگی زندگی کو زیادہ سے زیادہ کامیاب اور خوشگوار بنانے کے لیے "حجاب" ایک ناگزیر ضرورت اور کامیاب احتیاطی تدبیر ہے۔

حجاب دراصل وہ حصار ہے جو پاکیزہ کردار کو تسکین بخشتا ہے، عزت، وقار اور مرتبے میں اضافہ کرتا ہے۔ جسم و روح، فکر و خیال اور قول و عمل کی اصلاح اور تربیت کرتا ہے۔

قرآن پاک نے صریح، صاف اور اٹل انداز میں پردے کا نہایت تاکید کا حکم دیا ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے اس میں حکمت، مصلحت اور حدود و مقاصد پر تفصیل سے روشنی ڈال کر اس حکم کی تشریح فرمائی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے اپنے خاندان، گھر اور معاشرے میں پردے کو رائج فرما کر نہ صرف اس کے حدود و ضوابط کو متعین کر دیا بلکہ شرعی اہمیت کو بھی واضح فرما دیا۔

پردے کا ابتدائی حکم سورۃ الاحزاب میں دیا گیا۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ اِلَّآ اَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ

(سورۃ الاحزاب 33، آیت 53)

ترجمہ: اے ایمان والو! نبی (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم) کے گھروں میں داخل نہ ہوا کرو سوائے اس کے کہ تمہیں کھانے کے لیے اجازت دی جائے (وہ بھی اس طرح کہ) اس کے تیار ہونے کے انتظار میں نہ بیٹھے رہو لیکن جب تمہیں بلایا جائے۔

اس آیت مبارکہ کے نزول کے بعد گھروں میں پردے لٹکا دیے گئے اور محرم رشتہ داروں کے سوا دوسرے لوگوں کا گھروں میں آنا جانا بند کر دیا گیا۔ غیر لوگ گھروں میں اجازت لیے بغیر داخل نہ ہوتے۔ اگر کوئی چیز مانگنی ہوتی تو پردے کے پیچھے سے مانگتے۔

Ali Infoz 03101190027

Scanned with CamScanner

پردے کے ان ابتدائی احکام کے بعد سورۂ نور میں بہت تفصیل کے ساتھ اس کے تکمیلی احکام اور اصول بیان کیے گئے ہیں۔ اس سورت کا آغاز جس شان سے کیا گیا ہے، اس کے ہر لفظ سے عظمت اور جلال ٹپکتا ہے۔ اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ قرآن پاک مومنوں کے دلوں میں پردے کی کس قدر عظمت و اہمیت بٹھانا چاہتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْۤ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْۤ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَآئِهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِيْنَ غَيْرِ اُولِي الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرٰتِ النِّسَآءِ ۖ وَلَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ وَتُوْبُوْۤا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْ اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝

(سورۃ النور 24: آیت 32-31)

ترجمہ: اور آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم مومنہ عورتوں سے فرما دیجئے کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں اور اپنی زینت ظاہر نہ کریں سوائے اس کے جو اس میں سے از خود ظاہر ہو جائے اور چاہیے کہ وہ اپنے سروں پر لی ہوئی اوڑھنیاں اپنے گریبانوں پر ڈالے رہیں اور اپنی زینت ظاہر نہ کریں سوائے اپنے شوہر یا اپنے والد یا اپنے شوہر کے والد یا اپنے بیٹوں یا اپنے شوہر کے بیٹوں یا اپنے بھائیوں یا اپنے بھتیجوں یا اپنے بھانجوں یا اپنی جیسی عورتوں یا کنیزوں کے جن کی وہ مالک ہیں یا مردوں میں سے ان خدمت گاروں کے جو (جنسی) خواہش نہیں رکھتے یا ان بچوں کے جو عورتوں کی پردہ والی چیزوں سے واقف نہیں ہوئے اور (مومنہ عورتوں کو چاہیے کہ) وہ (چلتے ہوئے) اپنے پاؤں (زمین پر) زور سے نہ رکھیں کہ وہ (سنگھار) ظاہر ہو جائے جو انہوں نے اپنی زینت میں سے چھپا رکھا ہے اور اے مومنو! تم سب اللہ کے حضور توبہ کرو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔ اور تم میں سے جو بے نکاح ہوں ان کا نکاح کرو اور تمہارے غلاموں اور کنیزوں میں سے بھی جو (نکاح کے) قابل ہوں (ان کا بھی نکاح کردو) اگر وہ نادار ہوں تو اللہ انہیں اپنے فضل سے غنی فرما دے گا۔ اور اللہ بڑی وسعت والا بہت علم والا ہے۔

اس آیت مبارکہ میں بار بار یہ بات دہرائی گئی ہے کہ یہ احکام و ہدایات ہم نے نازل کی ہیں۔ ہم نے یہ احکام فرض کیے ہیں۔ اس لیے اسے ہلکی چیز نہ سمجھ بیٹھنا۔ یہ کسی انسانی فکر کی پیداوار نہیں اور نہ محض مشورے اور سفارشات ہیں کہ جی چاہے تو مانو اور نہ چاہے تو نہ مانو۔ بلکہ یہ قطعی اور فرض احکام ہیں جن کا ماننا ہر مسلمان پر لازم ہے۔

(ب) محرم اور غیر محرم رشتوں کے بارے میں اسلامی تعلیمات کیا ہیں؟

جواب: محرم اور غیر محرم رشتے

رشتہ دار دو طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک محرم رشتہ دار اور ایک نامحرم رشتہ دار۔ جس حلقے میں ایک عورت اپنی پوری زینت کے ساتھ آزادی سے رہ سکتی ہے، عورت کے محرم رشتہ دار کہلاتے ہیں اس حلقے سے باہر جو لوگ بھی ہیں خواہ وہ رشتہ دار ہوں یا اجنبی، ایک عورت کے لیے جائز نہیں کہ وہ ان کے سامنے زیب و زینت کے ساتھ آئے۔ نامحرم رشتہ داروں کے معاملے میں انتہائی محتاط روش رکھنی چاہیے، تاکہ کسی اخلاقی خرابی کے پیدا ہونے کا اندیشہ نہ رہے۔

نامحرم سے بے تکلف گفتگو شریعت اسلامی میں ناپسندیدہ فعل ہے۔ لیکن اگر واقعی ضرورت پیش آ جائے تو صاف، سیدھے اور کھرے انداز میں بات کرنی چاہیے۔ نامحرم سے گفتگو میں دلچسپی لینا اور بے تکلف ہونا اسلام کی نظر میں معیوب سمجھا جاتا ہے۔

غض بصر سے مراد ہے نظریں نیچی رکھنا۔ نگاہ نیچی رکھنے کا حکم جیسے مومن مردوں کو ہے ویسے ہی مومن عورتوں کو بھی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ مرد کی کسی غیر عورت پر اور عورت کی کسی غیر مرد پر نگاہ نہ پڑنی چاہیے۔ اور اگر اتفاق سے نظر پڑ جائے تو فوراً نظر ہٹا لینی چاہیے۔ نگاہ کی بے راہ روی سے بچنا چاہیے اور تمام محرکات سے انہیں روکنا چاہیے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: نگاہ ابلیس کے زہریلے تیروں میں سے ایک تیر ہے۔ جو شخص اس کو میرے ڈر سے پھیر دے گا میں اس کے بدلے میں اس کو ایمان دوں گا جس کی مٹھاس وہ اپنے دل میں پائے گا۔ (المعجم الکبیر: 0362)

دوسروں کے گھروں میں داخل ہونے کے احکامات اور آداب بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ معاشرے میں سرے سے برائیوں کی پیدائش کو روک دیا جائے اور تمدن کے طور طریقوں کی اصلاح کر کے ان اسباب کا سدباب کر دیا جائے، جن سے خرابیاں رونما ہوتی ہیں۔

(ج) ملاقات اور اجازت طلب کرنے کے احکام کے بارے میں تحریر کریں۔

جواب: کسی دوسرے کے گھر میں داخل ہونے سے پہلے اجازت طلب کریں، پوچھنے پر اپنی پہچان کرائیں اور اگر داخل ہونے کی اجازت دے دی جائے تو اہل خانہ کو سلام کریں۔ اہل خانہ کی غیر موجودگی میں ان کے گھر میں داخل ہونے سے گریز کریں۔ زیادہ سے زیادہ تین مرتبہ اجازت لیں۔ اجازت نہ ملنے پر واپس لوٹ جائیں اور اس بات کا برا نہیں منائیں۔ یہ ایسی حکیمانہ تعلیم ہے کہ اگر اس کی پابندی کی جائے تو ملاقاتی اور صاحب خانہ دونوں کے حق میں بہتر ہے۔

☆☆☆☆

Ali Infoz 03101190027

Scanned with CamScanner

باب چہارم

اخلاق و آداب

الف: مساوات

مشق حصہ اول معروضی

سوال 1: درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

-i مساوات کا لفظی معنی ہے:

(ا) برابر ہونا ✓ (ب) سچا ہونا
(ج) ایمان دار ہونا (د) مؤمن ہونا

-ii اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ عزت والا وہ شخص ہے جو:

(ا) بہادر ہے (ب) سچا ہے
(ج) پرہیزگار ہے ✓ (د) مشہور ہے

-iii دن میں پانچ مرتبہ باجماعت نماز ادا کرنے سے عملی تربیت ہوتی ہے:

(ا) بڑوں کا احترام کرنے کی (ب) ایمان داری کی
(ج) مساوات کی ✓ (د) ایثار کی

-iv عہد رسالت میں کوئی تقسیم نہ تھی:

(ا) بڑے اور چھوٹے کی (ب) بچے اور بوڑھے کی
(ج) آقا اور غلام کی ✓ (د) مرد اور عورت کی

-v غزوہ بدر کے موقع پر ایک اونٹ پر باری باری سوار ہوتے تھے:

(ا) دو آدمی (ب) تین آدمی ✓
(ج) چار آدمی (د) پانچ آدمی

☆☆☆☆

حصہ دوم

مختصر جوابات

-1 مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جواب لکھیں:

(الف) مساوات کا مفہوم بیان کریں۔

جواب: دین اسلام میں مساوات سے مراد ہے کہ تمام انسان ایک ماں باپ کی اولاد ہیں۔ وہ سب معاشرے میں ایک جیسا مقام رکھتے ہیں۔ اور ان سب کو برابر کے حقوق حاصل ہیں کسی کو کسی دوسرے پر کوئی فضیلت حاصل نہیں البتہ فضیلت و برتر کا معیار اعلیٰ اخلاق و کردار ہے۔

(ب) اللہ تعالیٰ نے قبیلے اور ذاتیں کس لیے بنائیں؟ آیت کی روشنی میں جواب دیں۔

جواب: اللہ تعالیٰ نے قبیلے اور ذاتیں ایک دوسرے کی پہچان کے لیے بنائیں۔ قرآن پاک میں ارشاد ہے:

ترجمہ: اے لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور پھر تمہاری قومیں اور برادریاں بنادیں تا کہ تم ایک دوسرے کو پہچانو۔

(ج) اللہ تعالیٰ کے نزدیک کون عزت والا ہے؟ آیت کا ترجمہ بھی لکھیں۔

جواب: اسلام نے صرف دنیاوی معاملات میں ہی مساوات کا حکم نہیں دیا بلکہ دینی معاملات میں بھی اس اصول کو اختیار کرنے کی تاکید کی ہے۔ شریعت کے مطابق اگرچہ تمام لوگ برابر ہیں مگر ان میں سے عزت والے وہی لوگ ہیں جو زیادہ پرہیزگار ہیں۔

قرآن پاک کی سورۃ الحجرات میں ارشاد ہے:

ترجمہ: "بے شک اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم میں سے وہی زیادہ عزت والا ہے جو تم سے زیادہ پرہیزگار ہے۔"

(د) حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت بلال بن رباح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کیا کہہ کر پکارا کرتے تھے؟

جواب: حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت بلال بن رباح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو "سیدنا (ہمارے آقا)" کہہ کر پکارا کرتے تھے۔

(ہ) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ حجۃ الوداع میں مساوات کا کیا درس دیا؟

جواب: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجۃ الوداع کا خطبہ دیتے ہوئے فرمایا:

"تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں کسی کالے کو گورے پر اور کسی گورے کو کالے پر کوئی فضیلت نہیں۔ اگر کسی کو کسی پر فضیلت ہے تو وہ صرف اعلیٰ اخلاق اور تقویٰ والے شخص کو حاصل ہے۔"

☆☆☆☆

حصہ سوم

تفصیلی جوابات

(الف) اسلام میں مساوات کا تصور؟

جواب: اسلام میں مساوات کی بہت اہمیت ہے۔ قرآن وحدیث میں بہت سے مقامات پر مساوات کی تاکید کی گئی ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا

(سورۃ الحجرات 49: آیت 13)

ترجمہ: اے لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور پھر تمہاری قومیں اور برادریاں بنادیں تا کہ تم ایک دوسرے کو پہچانو۔

یعنی یہ قبیلے، ذاتیں اور برادریاں وغیرہ اللہ تعالیٰ نے صرف لوگوں کی آپس میں شناخت کے لیے بنائی ہیں اور ان کا مقصد کسی انسان کی قدر اور عزت میں اضافہ یا کمی کرنا نہیں ہے۔ اگر کوئی شخص اپنی عزت میں اضافہ کرنا چاہتا ہے تو اس کا قرآن مجید میں ایک ہی طریقہ بتایا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ

(سورۃ الحجرات 49: آیت 13)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم میں سے وہی زیادہ عزت والا

Ali Infoz 03101190027

Scanned with CamScanner

ہے، جو تم میں زیادہ پرہیز گار ہے۔

یعنی انسان صرف نیک اعمال کی بدولت ہی اپنا مقام و مرتبہ بڑھا سکتا ہے۔

اسلام نے صرف دنیاوی معاملات ہی میں مساوات کا حکم نہیں دیا، بلکہ دینی معاملات میں بھی اس اصول کو اختیار کرنے کی تاکید کی ہے۔

(ب) سیرت طیبہ سے مساوات کی تین مثالیں تحریر کریں۔

جواب: سیرت طیبہ سے مساوات کی مثالیں:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کی حیات مبارکہ سے مساوات کی چند مثالیں درج ذیل ہیں:

i- غزوہ بدر کے موقع پر سواریاں کم ہونے کی وجہ سے ایک ایک اونٹ تین تین آدمیوں کے حصے میں آیا۔ تینوں کو باری باری سوار ہونا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم بھی اپنی باری پر سوار ہوتے اور اپنی باری پر پیدل چلتے تھے۔

ii- غزوۂ خندق میں آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ مل کر بھوکے رہ کر خندق کی کھدائی میں حصہ لیا۔

iii- قبیلہ بنو مخزوم کی ایک معزز عورت نے چوری کی تو آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے اس کا ہاتھ کاٹ دینے کا حکم دیا۔ لوگوں نے سفارش کروائی تو آپ نے فرمایا:

پہلی امتیں اسی لیے ہلاک ہوئیں کہ جب کوئی معزز جرم کرتا تو اسے چھوڑ دیتے اور جب کوئی عام آدمی جرم کرتا تو اسے سزا دیتے۔ اللہ کی قسم! اگر فاطمہ بنت محمد بھی چوری کرتی تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا۔

ان مثالوں سے واضح ہوتا ہے کہ اسلام میں مساوات کی بہت اہمیت ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم نسل اور برادری کی بنیاد پر لوگوں میں فرق نہ کریں بلکہ سب کو یکساں عزت و احترام دیں۔

(ج) اسلامی عبادات مساوات کی عملی تصویر ہیں وضاحت کریں۔

جواب: اسلامی عبادات مساوات کی عملی تصویر ہیں۔ دن میں پانچ دفعہ با جماعت نماز پڑھنے سے مساوات کی عملی تربیت ہوتی ہے۔ امیر غریب، کالے گورے، عالم جاہل سب ایک ہی صف میں نماز پڑھتے ہیں۔ روزہ بھی مساوات کا درس دیتا ہے۔ سب مسلمان ایک مقررہ مہینے میں ایک ہی وقت پر روزہ رکھتے اور کھولتے ہیں۔ اسی طرح حج کے موقع پر سب مسلمان ایک جیسا لباس پہن کر ایک ہی طریقے سے یکساں طور پر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں۔ اس موقع پر قوم، رنگ، نسل، زبان، امیر اور غریب کا کوئی فرق باقی نہیں رہ جاتا۔

(ب) اخوت اسلامی اور اتحاد ملی کا تقاضا

مشق

حصہ اول معروضی

سوال 1: درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

i- لفظ "اتحاد" زبان کا لفظ ہے:

(ا) اردو (ب) عربی ✓

(ج) فارسی (د) لاطینی

ii- نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم میں تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں، کتاب اللہ اور:

(ا) فقہ (ب) حدیث

(ج) سنت ✓ (د) تاریخ

iii- قوم، برادری اور قبیلے ایک دوسرے کے لیے بنائے گئے ہیں:

(ا) مدد کے لیے (ب) پہچان کے لیے ✓

(ج) دشمنی کے لیے (د) عزت کے لیے

iv- کسی قوم کی کامیابی و کامرانی، اس کے مضمر ہے:

(ا) علاقوں کے محل وقوع میں (ب) قبیلوں کی یک جہتی میں

(ج) فرقوں کی تعداد میں (د) افراد کے باہمی اتحاد میں ✓

v- رنگ، نسل، زبان اور وطن کے اختلاف کے باوجود تمام عقائد و نظریات کے لحاظ سے ایک امت ہیں:

(ا) عیسائی (ب) ہندو

(ج) یہودی (د) مسلمان ✓

☆☆☆☆

حصہ دوم

مختصر جوابات

1- مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جواب لکھیں:

(الف) اتحاد ملی کا لفظی معنی کیا ہے؟

جواب: اتحاد ملی کا لفظی معنی ایک قوم ہونا۔

اتحاد ملی سے مراد قوم کا عقیدہ اور نظریہ کی بنیاد پر ایک ہونا ہے۔

(ب) آیت کے ترجمے میں لکھیں کہ دنیا کے تمام مسلمانوں میں کیا رشتہ ہے؟

جواب: دنیا کے تمام مسلمان ایک امت ہیں خواہ ان کا تعلق کسی مذہب، خطے یا خاندان سے کیوں نہ ہو، اخوت کی رو سے تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ سورۃ الحجرات میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: "بے شک مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔"

(ج) اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو قوموں، قبیلوں اور برادریوں میں کیوں تقسیم کیا؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو قوموں، قبیلوں اور برادریوں میں اس لیے تقسیم کیا تاکہ وہ ایک دوسرے کی پہچان کر لیں۔

(د) ملت اسلامیہ کی بنیاد کیا ہے؟

Ali Infoz 03101900027

Scanned with CamScanner

جواب: ملت اسلامیہ ایک امت ہے اور اس کی بنیاد کلمہ طیبہ "لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ" پر رکھی گئی ہے۔

(د) اسلامی اخوت اور اتحاد ملی کے کیا فائدے ہیں؟

جواب: اسلامی اخوت اور اتحاد سے اتفاق پیدا ہوتا ہے۔ قوم ترقی کرتی ہے۔ کسی غیر کو ان کی طرف میلی آنکھ سے دیکھنے کی جرات نہیں ہوتی۔ نظریاتی طور پر مسلمان ایک ہیں مگر عملی طور پر ہمیں متحد ہونے کی ضرورت ہے۔

☆☆☆☆

حصہ سوم

تفصیلی جوابات

(الف) اخوت اسلامی اور اتحاد ملی کا مفہوم اور اہمیت لکھیں؟

جواب: اخوت اسلامی کا مفہوم:

اخوت کے معنی ہیں "بھائی چارہ"۔ لفظ "اتحاد" عربی زبان کا لفظ ہے۔ جس کے معنی ہیں "ایک ہونا"۔ جبکہ ملی کا لفظ "ملت" سے نکلا ہے جس کے معنی ہیں "ایک امت یا ایک قوم" کے ہیں۔ اتحاد ملی سے مراد قوم کا عقیدہ اور نظریہ کی بنیاد پر ایک ہو جانا ہے۔ انسانوں کا ایسا گروہ یا جماعت جو کسی نظریے اور عقیدے کی بنیاد پر تشکیل پائے، ملت کہلاتا ہے۔ ملت اسلامیہ ایک امت ہے اور اس کی بنیاد لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ پر رکھی گئی ہے۔ امت مسلمہ کے درمیان کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کی شکل میں اتحاد و اتفاق کی دو مضبوط بنیادیں موجود ہیں۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے فرمایا:

"میں تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں: ایک اللہ کی کتاب اور دوسری میری سنت۔ جب تک تم ان دونوں کو مضبوطی سے تھامے رہو گے، گمراہ نہ ہو گے۔" (موطا امام مالک: 1874)

اخوت اسلامی اور اتحاد ملی کی اہمیت:

دنیا کے تمام مسلمان ایک امت ہیں خواہ ان کا تعلق کسی بھی مذہب، خطے یا خاندان سے کیوں نہ ہو۔ اخوت اسلام کی رو سے سب مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ قرآن مجید میں ہے کہ

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ

(سورۃ الحجرات: 49: آیت 10)

ترجمہ: بے شک مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی زندگی میں سہولت اور آسانی پیدا کرنے کے لیے انہیں قوموں، قبیلوں اور برادریوں میں تقسیم کیا۔ قرآن مجید میں بھی اس بات کو واضح کیا گیا ہے کہ قوم، برادری اور قبیلے ایک دوسرے کی پہچان کے لیے بنائے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا

ترجمہ: لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہاری قومیں اور قبیلے بنائے۔ تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو۔ (سورۃ الحجرات 49: آیت 13)

اللہ تعالیٰ کے آخری نبی حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے خطبہ حجۃ الوداع میں واضح الفاظ میں یہ اعلان فرمایا کہ

"اے لوگو! آگاہ رہو، بے شک تمہارا رب ایک ہے۔ تمہارا باپ ایک ہے۔ آگاہ رہو! کسی عربی کو عجمی پر اور کسی عجمی کو عربی پر، نہ گورے کو کالے پر، نہ کالے کو گورے پر کوئی فضیلت حاصل نہیں ہے۔ فضیلت اگر ہے تو وہ تقویٰ کی بنیاد پر ہے۔" (مسند احمد: 23489)

(ب) اخوت اسلامی اور اتحاد ملی کے تقاضے بیان کریں۔

جواب:

فرد قائم ربط ملت سے ہے تنہا کچھ نہیں
موج ہے دریا میں بیرون دریا کچھ نہیں

اخوت اسلامی اور اتحاد ملی کا تقاضا:

کسی بھی قوم کی کامیابی و کامرانی، اس کے افراد کے باہمی اتحاد میں مضمر ہے۔ جس طرح پانی کا قطرہ قطرہ مل کر دریا بنتا ہے۔ اسی طرح انسانوں کے متحد اور مجتمع ہونے سے ایسی اجتماعیت تشکیل پاتی ہے کہ جس پر نگاہ ڈالتے ہی دشمن وحشت زدہ ہو جاتا ہے اور کبھی بھی اس کی طرف میلی آنکھ سے نہیں دیکھ سکتا۔

رنگ، نسل، زبان اور وطن کے اختلاف کے باوجود تمام مسلمان عقائد و نظریات کے لحاظ سے ایک امت ہیں۔ سب کا دین اسلام ہے۔ سب عقیدہ توحید و رسالت و آخرت پر پختہ ایمان رکھتے ہیں۔ قرآن مجید کو اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب اور مکمل ضابطہ حیات تسلیم کرتے ہیں۔ تمام مسلمانوں کی روایات، اصول و قوانین، نظریات اور مقاصد ایک ہیں۔ زندگی کے ہر شعبے میں بنیاد اسلام ہی ہے۔ لہٰذا حقوق فرائض، میل جول، اخلاق و آداب، اعمال و افعال، معمولی فرق کے ساتھ تمام عالم اسلام میں ایک ہی طرح سے ادا کیے جاتے ہیں۔ ہمارا خاندانی، معاشی، معاشرتی، جمہوری، ثقافتی اور مذہبی نظام ایک سا ہے، جس کی بنیاد قرآن و سنت ہے۔ اسی طرح اسلامی عبادات بھی ملت اسلامیہ کے اتحاد و اتفاق کا مظہر ہیں۔ دنیا کے ہر خطے میں نماز کے لیے ایک ہی طریقے سے اذان دی جاتی ہے۔ سب مسلمان ایک ہی قبلے کی طرف منہ کر کے نماز ادا کرتے ہیں۔ ایک ہی مہینے میں روزے رکھتے ہیں۔ ایک ہی شرح سے زکوۃ دیتے ہیں۔ ان عبادات میں حج کو نمایاں حیثیت حاصل ہے کیونکہ حج کے دوران میں دنیا کے ہر خطے سے لوگ ایک ہی لباس میں طواف خانہ کعبہ کرتے ہیں اور ایک امام کی قیادت میں مناسک حج ادا کرتے ہیں۔

(ج) سورۃ آل عمران کی آیت نمبر 110 کی روشنی میں لکھیں کہ بحیثیت امت مسلمہ ہماری کیا ذمہ داری ہے؟

جواب:

Ali Infoz 03101190027

Scanned with CamScanner

مشترک اقتدار کے باوجود اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ مسلمانوں میں اتحاد و اتفاق کو پروان چڑھانے کی کوشش کی جائیں۔ تاکہ سیاسی سطح پر بھی مسلمانوں میں اتحاد پیدا ہو۔ تمام مسلمان ایک متحدہ بلاک قائم کریں۔ مشترکہ تجارت کو فروغ دیں۔ ایک دوسرے کے معاشی مفادات کا تحفظ کریں۔ تعلیمی معاملات میں ایک دوسرے کی معاونت کریں اور مصیبت میں ایک دوسرے کے کام آئیں۔

اخوت اسلامی اور اتحاد ملی کی ضرورت کو مد نظر رکھتے ہوئے موجودہ دور میں بھی کئی ادارے اور تنظیمیں اس عمل میں کوشاں ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اس عمل کو متحرک رکھنے میں سرگرم عمل رہے۔ بہت سے باشعور علمائے کرام نے اتحاد ملی کے لیے بہت سی تحریکیں چلائیں اور بیر حاصل نتائج حاصل کیے۔

امت مسلمہ کا اتحاد و اتفاق موجودہ دور کا سب سے اہم تقاضا ہے۔ اگرچہ امت مسلمہ نظریاتی طور پر متحد ہیں لیکن عملی طور پر انہیں متحد ہونے کی ضرورت ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم چھوٹی چھوٹی باتوں پر اختلاف کرنے سے بچیں۔ ایک دوسرے کا احترام کریں اور ہر مسلمان کے لیے اپنے دل میں اچھے جذبات رکھیں۔ مساجد سے معاشرے کی اصلاح کا کام لیا جائے۔ دینی مدارس کو حقیقی دینی تعلیم کا پابند بنایا جائے۔ ہمارا نصاب تعلیم اس طرح ترتیب دیا جانا چاہیے کہ اس کے نتیجے میں نوجوان نسل کے ذہنوں میں انتہا پسندی کے بجائے اعتدال و میانہ روی اور اخوت اتحاد کے جذبات پروان چڑھ سکیں۔

اگر ہم دنیا کے نقشے پر ایک باعزت قوم کی حیثیت سے ابھرنا چاہتے ہیں تو ہمیں اپنے تمام اختلافات بھلا کر اسلام کے جھنڈے تلے جمع ہونا چاہیے۔

(د) اخوت اسلامی اور اتحاد ملی کے فوائد وثمرات بیان کریں؟

جواب: اخوت اسلامی اور اتحاد ملی کے فوائد وثمرات

اتحاد ملی کے درج ذیل فائدے ہیں:

☆ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا حصول
☆ اللہ تعالیٰ کی رحمت کا نزول
☆ ایک پرامن معاشرے کا وجود
☆ ملت اسلامیہ کی ترقی اور عروج
☆ مسلمانوں کے معاشی مفادات کا تحفظ
☆ مسلمانوں کی مشکلات اور پریشانیوں کا واحد حل
☆ آپس میں ایثار، اخوت اور عفو و درگزر جیسی اعلیٰ صفات کا باعث

☆☆☆☆

(ج) بری عادات سے اجتناب

مشق حصہ اول معروضی

سوال 1: درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

i- معاشرتی برائیوں کا ذکر اور ان سے بچنے کی تلقین کی گئی ہے:
(ا) سورۃ الحجرات میں ✓ (ب) سورۃ الاخلاص میں
(ج) سورۃ الفاتحہ میں (د) سورۃ النصر میں

ii- حدیث مبارکہ کے مطابق دوسروں کے بارے میں کوئی رائے قائم کرنے سے منع ہے:
(ا) محض گمان کی بنیاد پر ✓ (ب) محض وہم کی بنیاد پر
(ج) یقین کی بنیاد پر (د) محض رائے کی بنیاد پر

iii- حدیث میں بدگمانی کو قرار دیا گیا ہے سب سے بڑا:
(ا) وسوسہ (ب) جھوٹ
(ج) گناہ ✓ (د) فعل

iv- بدگمانی سے معاشرے میں پیدا ہوتی ہے:
(ا) نسل پرستی (ب) عصبیت
(ج) فرقہ پرستی ✓ (د) جماعت

v- یہودی نے حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھ کر پڑھا:
(ا) کلمہ ✓ (ب) استغفار
(ج) تعوذ (د) تسمیہ

جوابات:

(i)	الف	(ii)	الف	(iii)	ج
(iv)	ج	(v)	الف		

☆☆☆☆

حصہ دوم

مختصر جوابات

1- مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جواب لکھیں:

(الف) بدگمانی سے کیا مراد ہے؟

جواب: دوسرے کے بارے میں برا سوچنا اور بری رائے قائم کرنا اور پھر ان برے خیالات کو پروان چڑھانا بدگمانی کہلاتا ہے۔

(ب) بدگمانی کی مذمت میں ایک آیت کا ترجمہ لکھیں۔

جواب: ترجمہ: ''اے ایمان والو! بدگمانی سے بہت زیادہ بچو، بے شک بعض گمان گناہ ہیں''۔ (سورۃ الحجرات آیت 12)

(ج) محض گمان کی بنا پر دوسروں کے بارے میں رائے قائم کرنے سے کیوں منع کیا گیا ہے؟

جواب: بدگمان دراصل ایک تہمت ہوتی ہے جو آدمی دوسرے کے خلاف اپنے دل میں رکھتا ہے اس میں کوئی دلیل نہیں ہوتی بدگمانی سے دوسروں کے بارے ہمارا رویہ اور تعلق اچھا نہیں رہتا۔

(د) دوسروں کے بارے میں بدگمانی سے کون سی خرابیاں پیدا ہوتی ہیں؟

Ali Imtoz 03101190027

Scanned with CamScanner

جواب: بدگمانی ایک خطرناک عمل ہے۔ بدگمانی سے بڑا گناہ سرزد ہوسکتا ہے۔ جس کے بارے میں ہم بدگمان ہوں گے اس سے ہمارے تعلقات خراب ہوجائیں گے۔ نوبت لڑائی جھگڑوں تک پہنچ سکتی ہے۔

(ہ) ایک جنگ میں حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کس بدگمانی کی وجہ سے ایک شخص کو قتل کر دیا؟

جواب: ایک جنگ میں ایک دشمن نے حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھ کر کلمہ شریف پڑھنا شروع کر دیا۔ حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گمان کیا کہ دشمن نے مجھ سے ڈر کر کلمہ شریف پڑھنا شروع کیا ہے اور اسے قتل کر دیا۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی مذمت فرمائی۔

☆☆☆☆

حصہ سوم

تفصیلی جوابات

(الف) روزمرہ زندگی میں بدگمانی سے کن معاشرتی مسائل کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے؟

جواب: بدگمانی دراصل ایک تہمت ہوتی ہے، جو آدمی دوسروں کے خلاف اپنے دل میں رکھتا ہے۔ اس کی کوئی دلیل نہیں ہوتی۔ غیر یقینی اور بلا دلیل بات کو دوسروں کے ذمہ لگانا ہی تہمت ہے۔ اور یہی کام بدگمانی بھی ہوتا ہے۔ بدگمانی چونکہ غلط اور بے دلیل بات ہوتی ہے اس لیے اس کو بہت بڑی، چھوٹی یا غلط بات کہا گیا ہے۔

کسی برے کام کے بارے میں انسان کے دل میں برا خیال اور وسوسہ شیطان پیدا کرتا ہے۔ جب انسان اس شیطانی وسوسے پر عمل کر لیتا ہے تو گناہ گار ہوجاتا ہے۔

دوسروں کے بارے میں بدگمانی سے بہت سی خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔ جس شخص کے بارے میں ہم بدگمان ہوں گے اس کے ساتھ ہمارا رویہ اور تعلق بھی اچھا نہیں ہوگا۔ بدگمانی دراصل دوسروں کی نیت کے بارے میں ہماری بری رائے ہوتی ہے۔ حالانکہ نیت اور دل کی بات اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ یہ بہت خطرناک عمل ہے۔ انسان یہ غلط کام کر لیتا ہے مگر اس کو محسوس تک نہیں ہوتا۔ بدگمانی انسان کی ذاتی رائے ہوتی ہے جس کے مطابق اگر انسان عمل کر لے تو بہت بڑا گناہ بھی کر بیٹھتا ہے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک جنگ میں حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سامنا دشمن کے ایک آدمی سے ہوگیا۔ اس نے حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھ کر کلمہ پڑھنا شروع کر دیا۔ حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس پر تلوار کا وار کیا اور اس کو قتل کر دیا۔ یہ خبر رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم تک پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:

اس نے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھا لیکن پھر بھی تم نے اسے قتل کر دیا۔

حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم اس نے ہتھیار کے ڈر سے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھا تھا۔

اس پر آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے فرمایا: تم نے اس کا دل چیر کر کیوں نہ دیکھ لیا کہ اس نے کلمہ دل سے کہا تھا یا نہیں؟

حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم بار بار یہی الفاظ دہراتے رہے تھے اور میں سوچ رہا تھا کہ کاش میں آج ہی مسلمان ہوتا اور یہ غلطی مجھ سے نہ ہوتی۔ (صحیح مسلم: حدیث 96)

بدگمانی سے بے گناہ شخص کو گناہ گار بنا دیا جاتا ہے۔ اور چھوٹی غلطی کے مرتکب کو بڑا مجرم بنا کر دکھایا جاتا ہے۔ بے احتیاطی یا بھول چوک سے غلطی کر جانے والے کو جان بوجھ کر غلطی کا ذمہ دار ٹھہرایا جاتا ہے۔ یوں معمولی اور چھوٹی سی غلطی کو انسان کا بہت بڑا جرم بنا دیا جاتا ہے اور اس کی عزت اور وقار کو نقصان پہنچایا جاتا ہے۔

(ب) بدگمانی سے بچنے کے چند طریقے بیان کریں؟

جواب: بدگمانی سے بچنے کے طریقے:

1- ہمیں اپنی طرف دیکھتے رہنا چاہیے کہ جس طرح ہم سے غلطی ہوسکتی ہے دوسروں سے بھی ہوسکتی ہے لہٰذا دوسروں کی غلطی پر ان سے نفرت نہیں کرنی چاہیے۔

2- اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ اپنے دل کی صفائی کی دعا کرتے رہنا چاہیے اللہ تعالیٰ کو یاد رکھیں۔

3- دوسروں کے برے رویوں کا جواب اچھے طریقے سے دیں۔

4- شیطان کے شر سے محفوظ رہنے کی دعا کرنی چاہیے۔

5- اگر کسی کے بارے میں کوئی بدگمانی ہوجائے اور اسے تکلیف پہنچے تو اس سے معافی مانگیں۔

6- اللہ تعالیٰ سے توبہ کریں۔

7- دوسروں کو معاف کرنے کی عادت ڈالیں۔

8- لوگوں کے رویوں کو مثبت طریقے سے دیکھنے اور سمجھنے کی عادت اپنائیں۔

☆☆☆☆

(د) بری عادات سے اجتناب

مشق

حصہ اول معروضی

سوال 1: درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

i- زیادہ سے زیادہ مال و دولت حاصل کرنے کی خواہش اور دوڑ دھوپ عمل ہے:

(ا) مستحسن (ب) ناپسندیدہ ✓

(ج) قابل تعریف (د) مشکل

ii- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کا بستر چمڑے کا ایک گدا تھا

Ali Infoz 03101190027

Scanned with CamScanner

جس میں بھرے ہوئے تھے:

(ا) کھجور کی چھال (ب) کھجور کے پتے ✓

(ج) نرم روئی (د) گھاس

iii- آیت مبارکہ کے مطابق مال اور بیٹوں کو کہا گیا ہے:

(ا) بہترین اثاثہ (ب) دنیا کی دولت

(ج) دنیا کی زینت ✓ (د) قیمتی دولت

iv- حدیث مبارکہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے اپنی اور دنیا کی مثال دی:

(ا) تلوار جیسی (ب) سوار جیسی

(ج) درخت جیسی ✓ (د) سایہ جیسی

v- دنیا کا مال ومتاع ہے:

(ا) حقیقت (ب) فریب

(ج) آرائش وزیبائش ✓ (د) ضرورت

☆☆☆☆

حصہ دوم

مختصر جوابات

1- مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جواب لکھیں:

(الف) حرص وطمع کا مفہوم اپنے الفاظ میں بیان کریں۔

جواب: حرص وطمع سے مراد مال و دولت کا زیادہ سے زیادہ لالچ اور خواہش ہے۔انسان کے پاس اپنی ضروریات کے لیے روپیہ پیسہ ہو لیکن اس کے باوجود زیادہ دولت کی خواہش کے لیے اس کے پیچھے بھاگتا پھرے اسے حرص وطمع کہتے ہیں۔

(ب) حرص وطمع کی مذمت میں قرآن مجید کی ایک آیت مع ترجمہ لکھیں۔

جواب:

اَلْھٰکُمُ التَّکَاثُرُ ○ حَتّٰی زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ○

ترجمہ: ''بہت زیادہ مال کی خواہش نے تمہیں غفلت میں رکھا، یہاں تک کہ تم قبروں میں پہنچ گئے۔''

(سورۃ التکاثر آیت 1,2)

(ج) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے برکت وقناعت کے لیے ہمیں کون سی دعا سکھائی ہے؟

جواب:

اَللّٰھُمَّ قَنِّعْنِیْ بِمَا رَزَقْتَنِیْ وَبَارِكْ لِیْ فِیْهِ وَاخْلُفْ عَلٰی كُلِّ غَائِبَةٍ لِّیْ بِخَیْرٍ. (ابن خزیمہ)

(د) مال ودولت کو جمع کرنے کے بارے میں اسلام کی تعلیمات کیا ہیں؟

جواب: اسلام نے مال کمانے اور خرچ کرنے کے اصول بتائے ہیں۔ دنیا میں انسان اپنا رزق اسلامی اصول اور ضابطے کے مطابق کما سکتا ہے۔ لوگ دنیا سے لطف اندوز ہونے کے لیے مال و دولت اکٹھا کرتے ہیں لیکن انہیں یاد رکھنا چاہیے کہ یہ زندگی چندروزہ ہے۔آخر مرنا ہے۔دنیا میں اتنا کماؤ جیسے کھا کر زندہ رہ سکو۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ترجمہ: ''اور وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا (دنیا میں چند روزہ) لطف اٹھا رہے ہیں اور کھا رہے ہیں جس طرح چوپائے کھاتے ہیں اور بالآخر جہنم کی آگ ان کے لیے ٹھکانا ہے۔''

(ہ) روزمرہ زندگی میں حرص وطمع سے کیسے بچا جا سکتا ہے؟

جواب: روز مرہ زندگی میں ہمیں صبر وشکر کر کے حرص وطمع سے بچنا چاہیے۔طمع کرنے والا ہمیشہ دھوکا کھاتا ہے۔طمع کے تین حرف ہیں اور تینوں خالی ہیں۔حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ دعا فرماتے تھے کہ مجھے صبر وشکر کا عادی بنا۔جو کچھ دے رکھا ہے اس پر صبر کرنے والا بنا اور اس میں برکت فرما۔

(و) حضرت علی کرم اللہ وجہہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حرص وطمع کے بارے میں کیا فرمایا ہے؟

جواب: آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ''حرص ولالچ انسان کی قدر و منزلت گھٹا دیتا ہے اور روزی میں کمی کا باعث بنتا ہے۔''

☆☆☆☆

حصہ سوم

تفصیلی جوابات

(الف) قرآن مجید اور احادیث کی روشنی میں دنیا کی حقیقت بیان کریں؟

جواب: دنیا فانی ہے۔آخرت کی زندگی ہمیشہ کی زندگی ہے۔لہٰذا اس دنیا میں مسافروں کی طرح زندگی بسر کرو۔

قرآن مجید میں آتا ہے:

اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِیْنَةُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَالْبٰقِیٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَیْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَیْرٌ اَمَلًا

(سورۃ الکہف 18: آیت 46)

ترجمہ: ''مال اور اولاد دنیا کی زینت ہے اور باقی رہنے والی نیکیاں ہیں جو آپ کے رب کے نزدیک ثواب میں بہتر ہیں اور امید کے اعتبار سے (بھی) بہت اچھی ہیں۔''

اس طرح کی بہت سی آیات قرآن مجید میں موجود ہیں جو ہمیں دنیا کی حقیقت اور مال و دولت کی اصلیت کو واضح کرتی ہیں۔اللہ تعالیٰ نے مثالوں سے سمجھایا کہ دنیا کا سارا مال ومتاع بس آرائش وزیبائش کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔

انسان کو اپنی ضرورت پورا کرنے کے لیے دولت اور سامان چاہیے۔مگر اس سامان کو جمع کرتے جانا اور زیادہ سے زیادہ بڑھانے کی فکر میں رہنا اچھا نہیں ہے۔انسان کے کمائے ہوئے مال و دولت میں اللہ تعالیٰ نے غریبوں کا حق بھی رکھا ہے، اور عزیز رشتہ داروں کا بھی۔یہ سب کچھ اسی لیے ہے کہ انسان کے دل میں دنیا کی محبت گہری نہ ہو جائے اور وہ آخرت کو بھول نہ جائے۔مال و دولت کو صرف اکٹھا کرنا اور جمع کر کے گنتے رہنا نہایت

Ali Imtiaz 03101190027

Scanned with CamScanner

خطرناک ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ○ يَّوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ ○

(سورۃ التوبۃ 9: آیت 34-35)

ترجمہ: ”جو لوگ سونا اور چاندی جمع کر کے رکھتے ہیں اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے تو آپ انہیں دردناک عذاب کی خوش خبری دیجئے۔ جس دن اس (سونے چاندی) کو جہنم کی آگ میں تپایا جائے گا پھر اس سے ان کی پیشانیاں داغی جائیں گی اور ان کے پہلو اور ان کی پیٹھیں (کہا جائے گا) یہ ہے جو تم نے اپنے لیے جمع کر رکھا تھا تو اب (اس کا) مزہ چکھو جو تم جمع کیا کرتے تھے۔“

(ب) قناعت دینی فریضہ اور کامیابی کا ذریعہ ہے۔ نوٹ لکھیں۔

جواب: قناعت پسندی سے انسان مطمئن رہتا ہے۔ جو پاس ہوتا ہے اسے خرچ کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حرص وطمع کے رویے کو بھی پسند نہیں کیا۔ فرمایا:

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَتَمَتَّعُوْنَ وَيَاْكُلُوْنَ كَمَا تَاْكُلُ الْاَنْعَامُ وَالنَّارُ مَثْوًى لَّهُمْ

(سورۃ محمد 47: آیت 12)

ترجمہ: اور وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا (دنیا میں چند روزہ) لطف اٹھا رہے ہیں اور کھا رہے ہیں جس طرح چوپائے کھاتے ہیں اور (بالآخر جہنم کی) آگ ان کے لیے ٹھکانا ہے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم دنیا کے مال واسباب کو جمع کرنا چاہتے تو آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کے لیے مشکل نہ تھا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کی زندگی میں ہمیں مال و دولت کی فروانی نظر نہیں آتی۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کی زندگی میں ہمیں صبر، توکل اور قناعت کے نمونے دکھائی دیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے اپنے ساتھیوں کو بھی اسی کی تعلیم دی۔ ایک بار آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:

كُنْ فِي الدُّنْيَا كَاَنَّكَ غَرِيْبٌ اَوْ عَابِرُ سَبِيْلٍ (صحیح بخاری: 6416)

ترجمہ: دنیا میں ایک پردیسی یا مسافر کی طرح زندگی گزارو

پردیسی اور مسافر کے پاس بہت تھوڑا سا سامان ہوتا ہے۔ وہ اتنا سامان ہی اپنے پاس رکھتا ہے جتنا اٹھا سکے۔ اس حدیث کی روشنی میں دنیاوی سامان کم سے کم رکھنا اور بنانا چاہیے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کی ذاتی زندگی بالکل اسی حدیث کے مطابق تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے بڑے بڑے مکان بنوانے کی بجائے ضرورت کے مطابق حجرے بنوائے۔ بہت زیادہ گھریلو سامان رکھنے کی بجائے ضرورت کی چیزیں رکھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم یہ سب کچھ حاصل کر سکتے تھے مگر آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے ایسا نہیں کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے اپنے بارے میں فرمایا:

وَمَالِيْ وَلِلدُّنْيَا اِنَّمَا مَثَلِي الدُّنْيَا كَمَثَلِ رَاكِبٍ قَالَ فِيْ ظِلِّ شَجَرَةٍ فِيْ يَوْمِ صَائِفٍ ثُمَّ رَاحَ وَتَرَكَهَا

(مسند احمد: 4208)

ترجمہ: میرا اور دنیا کا کیا تعلق؟ میری اور دنیا کی مثال ایک سوار جیسی ہے جو درخت کے سائے تلے دوپہر گزارتا ہے پھر چل پڑتا ہے اور درخت کو چھوڑ دیتا ہے۔

(ج) حرص وطمع سے معاشرے پر مرتب ہونے والے اثرات بیان کریں؟

جواب: حرص وطمع سے مراد مال ودولت کی زیادہ سے زیادہ خواہش اور طلب ہے۔ انسان کے پاس اپنی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے روپیہ پیسہ ہو لیکن اس کے باوجود انسان اور زیادہ مال ودولت کے پیچھے بھاگتا پھرے۔ زیادہ سے زیادہ مال ودولت حاصل کرنے کی خواہش اور دوڑ دھوپ کوئی قابل تعریف عمل نہیں ہے۔

انسان کی اس بھاگ دوڑ کو قرآن مجید میں اچھا نہیں سمجھا گیا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کی سیرت طیبہ سے بھی مال ودولت کی حرص وطمع کی ممانعت سامنے آتی ہے۔ حرص وطمع دنیا اور مال کی محبت سے پیدا ہوتی ہے۔ اور جوں جوں مال ودولت ملتا جاتا ہے یہ حرص بڑھتی جاتی ہے۔ قرآن مجید میں اس حرص اور طمع کے بارے میں فرمایا گیا ہے۔

اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ ○ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ○

(سورۃ التکاثر 102: آیت 1-2)

ترجمہ: ”بہت زیادہ (مال) کی خواہش نے تمہیں غافل کر دیا۔ یہاں تک کہ تم قبروں میں پہنچ گئے۔“

دنیاوی مال ودولت اور ساز وسامان کی محبت قدرتی طور پر انسان کے دل میں موجود ہے۔ اس دنیا کو انسان کے لیے خوبصورت اور خوش نما بنایا گیا ہے۔ دنیا میں طرح طرح کی آسائشیں اور سہولتیں موجود ہیں۔ اس لیے ہر انسان زیادہ سے زیادہ سہولتوں اور آسائشوں کو حاصل کرنے کی خواہش رکھتا ہے۔ دنیا کا یہ مال ودولت انسان کی ضرورت پوری کرتا ہے اور بہت کی چیزیں انسان کی اصلی ضرورت نہیں ہوتیں۔ یہ بس انسان کی دنیا سے محبت اور زندگی کی خوبصورتی کا سامان ہوتا ہے۔

مال ودولت اور اہل وعیال سب دنیا کا سامان ہے۔ کسی انسان کو زیادہ مل جاتا ہے اور کسی کو کم ملتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی تقسیم ہے۔ وہ خوب جانتا ہے کہ کس کو کتنا مال دینا ہے۔ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے مگر اس کے لیے انسان کی محنت اور کوشش کرنی پڑتی ہے۔ انسان کا اپنی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیے محنت وکوشش کرنا اللہ تعالیٰ کو پسند ہے۔

لیکن دنیا کا زیادہ سے زیادہ سامان اکٹھا کرنے کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں فرماتا۔ یہ سب کچھ دنیا میں رہ جاتا ہے اور جو کچھ اگلی دنیا میں انسان کے کام آئے گا وہ اچھے اعمال ہوں گے۔

Ali Imtiaz 03101190027

Scanned with CamScanner

باب پنجم

حسن معاملات ومعاشرت

(الف) حقوق العباد (مریض، معذور، یتیم)

مشق حصہ اول معروضی

سوال 1: درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

-i حقوق العباد کے معنی ہیں:

(ا) جانوروں کے حقوق (ب) غلاموں کے حقوق
(ج) عورتوں کے حقوق (د) بندوں کے حقوق ✓

-ii اپنے مسلمان بھائی کی تیمارداری کرنے والے کے لیے مغفرت کی دعا کرتے ہیں:

(ا) پچاس ہزار فرشتے (ب) ساٹھ ہزار فرشتے
(ج) ستر ہزار فرشتے ✓ (د) اسی ہزار فرشتے

-iii آیت مبارکہ کے مطابق جو لوگ یتیموں کا مال ناحق کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹ بھرتے ہیں:

(ا) پانی سے (ب) مٹی سے
(ج) پتھر سے (د) آگ سے ✓

-iv سنت کے طریقہ کے مطابق جب کوئی شخص کسی بیمار کی عیادت کے لیے جائے تو اس کی صحت یابی کے لیے دے:

(ا) دوا (ب) دعا ✓
(ج) پیسے (د) تسلی

-v اسلام نے ______ کے مالی حقوق کی حفاظت پر بہت زور دیا ہے:

(ا) عورتوں (ب) یتیموں ✓
(ج) مسافروں (د) بچوں

حصہ دوم

مختصر جوابات

-1 مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جواب لکھیں۔

(الف) حقوق العباد کا مفہوم اپنے الفاظ میں بیان کریں؟

جواب: حقوق العباد: حقوق العباد سے مراد بندوں کے حقوق ہیں۔ یہ ایسے حقوق ہیں جو ایک انسان کے دوسرے انسان پر ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے جو بندوں پر حقوق ہیں وہ جو اللہ تعالیٰ اپنی کرم نوازی سے بخش دے گا مگر بندوں کے حقوق نہیں بخشے گا۔ بیمار کی تیمارداری کرنا، بھولے کو راہ دکھانا، بھوکے کو کھانا کھلانا یہ حقوق العباد ہیں۔ ہمیں چاہیے کہ حقوق العباد کی ادائیگی کا خیال رکھیں۔

(ب) یتیم کی کفالت سے کیا مراد ہے؟

جواب: یتیم کی کفالت سے مراد یتیم کی پرورش کرنا ہے۔ اگر باپ کی طرف سے کچھ مال انہیں وراثت میں ملے تو وہ خود اپنے مال کی حفاظت نہیں کر سکتے۔ اسلام نے یتیموں کے مال کی حفاظت پر بہت زور دیا ہے تاکہ ان کی حق تلفی نہ ہو۔

(ج) یتیم کی کفالت کے بارے میں ایک حدیث کا ترجمہ لکھیں؟

جواب: حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے یتیم کی کفالت کے بارے میں فرمایا:

''میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں اس طرح ہوں گے (آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے دونوں انگلیوں کے ساتھ اشارہ کر کے بتایا کہ جس طرح یہ دو انگلیاں ایک ساتھ ہیں۔)

(د) مریض کی تیمارداری کے اجر وثواب کے بارے میں ایک حدیث کا ترجمہ لکھیں؟

جواب: مریض کی تیمارداری کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ترجمہ: ''جو شخص کسی بیمار کی تیمارداری کرتا ہے تو اس کے وہاں بیٹھ جانے تک اللہ کی رحمت اسے گھیرے رہتی ہے۔ جب وہ وہاں بیٹھ جاتا ہے تو اللہ کی رحمت میں غوطے لگاتا ہے۔

(ہ) معذور کسے کہتے ہیں؟

جواب: معذور: وہ افراد جن میں کوئی جسمانی یا ذہنی کمی پائی جائے اور وہ اپنے معمولات زندگی پوری طرح سے ادا نہ کر سکیں معذور افراد کہلاتے ہیں۔

☆☆☆☆

حصہ سوم

تفصیلی جوابات

(الف) یتیموں کے حقوق قرآن وسنت کی روشنی میں بیان کریں؟

جواب: یتیموں کے حقوق:

یتیموں پر شفقت آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کی تعلیمات کا لازمی حصہ ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے یتیم کی کفالت کرنے والے شخص کو جنت میں اپنی قربت کی خوشخبری دی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے فرمایا:

اَنَا وَ كَافِلُ الْيَتِيمِ فِي الْجَنَّةِ كَهَاتَيْنِ

(جامع ترمذی:1918)

ترجمہ: میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں اس طرح ہوں گے۔ (آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے دونوں انگلیوں کے ساتھ اشارہ کر کے بتایا کہ جس طرح یہ دو انگلیاں ایک ساتھ ہیں)

آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے مسلمانوں کے گھروں میں سے بہترین گھر اس کو قرار دیا ہے جہاں یتیم ہو اور اس کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا جاتا ہو اور مسلمانوں کے گھروں میں برا گھر وہ ہے جس میں یتیم ہو اور اس کے ساتھ بدسلوکی کی جاتی ہو۔

یتیم کی کفالت کا مطلب اس کی تعلیم وتربیت، قیام وطعام اور

Ali Infoz 03101190027

Scanned with CamScanner

ضروریات زندگی کا انتظام کرنا ہے۔ نیز اس کی جائیداد کی نگرانی اور حفاظت کرنا بھی ہے۔ یتیموں کے ساتھ بدسلوکی کرنے والے اور ان کا مال ناحق ہڑپ کرنے والے شخص کو سخت وعید سنائی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ یَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْیَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا یَاْكُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا وَسَیَصْلَوْنَ سَعِیْرًا (سورۃ النساء 4: آیت 10)

ترجمہ: بے شک جو لوگ یتیموں کا مال ناحق کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹ آگ سے بھرتے ہیں، اور عنقریب آگ میں داخل ہوں گے۔

(ب) اسلام نے مریضوں کے متعلق کیا تعلیمات دی ہیں؟

جواب: مریضوں کے متعلق اسلامی تعلیمات:

جب انسان بیمار ہوتا ہے تو وہ مصیبت اور پریشانی میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اس حالت میں اس کی تیمارداری کرنا اور اسے تسلی دینا، اس کے لیے سکون اور راحت کا باعث ہوتا ہے۔

اسلام میں مریض کی تیمارداری کرنے کی بہت تاکید کی گئی ہے اور اس کا بہت زیادہ اجر وثواب بیان کیا گیا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے فرمایا:

جو شخص کسی مسلمان کی صبح کے وقت تیمارداری کرتا ہے، ستر ہزار فرشتے شام تک اس کے لیے مغفرت کی دعا کرتے رہتے ہیں اور جنت میں اس کے لیے ایک باغ مقرر کر دیا جاتا ہے۔ اور جو شخص شام کے وقت کسی مسلمان کی تیمارداری کرتا ہے، ستر ہزار فرشتے صبح تک اس کے لیے مغفرت کی دعا کرتے ہیں اور اس کے لیے جنت میں ایک باغ مقرر کر دیا جاتا ہے۔ (مسند احمد: 975)

گویا مومن کی تیمارداری کرنا اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت زیادہ اہمیت اور فضیلت والا عمل ہے۔ یہ انسان کے لیے مغفرت اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کا باعث ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ عَادَ مَرِیْضًا لَمْ یَزَلْ یَخُوْضُ فِی الرَّحْمَةِ حَتّٰی یَجْلِسَ فَاِذَا جَلَسَ اِغْتَمَسَ فِیْهَا (مسند احمد: 14260)

ترجمہ: جو شخص کسی بیمار کی تیمارداری کرتا ہے، تو اس کے وہاں بیٹھ جانے تک اللہ کی رحمت اسے گھیرے رہتی ہے۔ جب وہ وہاں بیٹھ جاتا ہے تو اللہ کی رحمت میں غوطے لگاتا ہے۔

(ج) معذور افراد ہماری خیرخواہی کے سب سے زیادہ مستحق ہیں۔ وضاحت کریں۔

جواب: قرآن وحدیث میں واضح انداز میں معذوروں کے حقوق متعین کیے گئے ہیں۔ معذور آدمی کا سب سے پہلا حق یہ ہے کہ معذوری کی بنا پر اسے حقیر نہ سمجھا جائے، کیونکہ کسی انسان کا صحیح سلامت ہونا یا معذور ہونا اس کے اپنے اختیار میں نہیں ہے۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ اس لیے کسی بھی لحاظ سے انہیں معاشرے کا بے کار فرد نہ سمجھا جائے۔ معذور افراد کی عزت نفس کو ٹھیس نہ پہنچائی جائے، ان کی دل جوئی کی جائے۔ معذور افراد سے کوئی ایسا کام نہ لیا جائے، جو ان کے لیے تنگی اور حرج کا باعث ہو۔ ایسے افراد کے لیے مناسب تعلیم و ہنر کا بندوبست کیا جائے تا کہ وہ بھی معاشرے کا کارآمد حصہ بنیں اور باعزت زندگی گزار سکیں۔

جس طرح حقوق اللہ ادا کرنا واجب ہے اسی طرح حقوق العباد پورا کرنا بھی فرض ہے۔ اس فرض کو ادا کیے بغیر دین کے تقاضے پورے نہیں ہو سکتے۔ اس لیے ہمارا فرض ہے کہ ہم بندوں کے حقوق کا پورا خیال رکھیں۔

☆☆☆☆

(ب) خرید و فروخت کے احکام

مشق

حصہ اول معروضی

سوال 1: درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

i- روزگار اور دیگر ضرورتیں پوری کرنے کے لیے انسان کی کوششوں کو کہا جاتا ہے:
(ا) کسب ✓ (ب) ہنر
(ج) تلاش (د) تحصیل

ii- کسی چیز کی منہ مانگی قیمت لینے کی خاطر اس چیز کو بیچنے سے روکے رکھنا اور مصنوعی قلت پیدا کرنا کہلاتا ہے:
(ا) منافع خوری (ب) ذخیرہ اندوزی ✓
(ج) سود (د) رعایت

iii- مُطَفِّفِیْن کا مطلب ہے؟
(ا) امانت میں خیانت کرنے والے
(ب) جھوٹ بولنے والے
(ج) حرام طریقے سے کمانے والے
(د) کم تولنے اور کم ناپنے والے ✓

iv- حلال چیزوں کو ناجائز طریقے سے حاصل کیا جائے تو وہ ہو جاتی ہے:
(ا) حرام ✓ (ب) مباح
(ج) مکروہ (د) مشتبہ

v- حدیث کے مطابق جھوٹی قسم سے سودا تو فروخت ہو جاتا ہے مگر اس سے ختم ہو جاتی ہے:
(ا) برکت ✓ (ب) رحمت
(ج) سکینت (د) منفعت

☆☆☆☆

حصہ دوم مختصر جوابات

1- مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جواب لکھیں:

(الف) خرید و فروخت کے احکام میں سودے پر سودا نہ کرنا سے کیا مراد ہے؟

Ali Imtiaz 03101190027

Scanned with CamScanner

جواب: سودے پر سودا نہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اگر کسی شخص نے کسی سے کوئی چیز خرید لی۔ ابھی خریدار نے وہ چیز اٹھائی نہیں تو دوسرا شخص آ گیا۔ اب دوسرے شخص کو اجازت نہیں کہ پہلے سے طے شدہ سودے کو زیادہ قیمت پر خریدے۔

(ب) خرید وفروخت کا سب سے پہلا اصول کیا ہے؟

جواب: خرید وفروخت کا سب سے پہلا اصول خریدنے اور بیچنے والے کی باہمی رضامندی ہے۔ قرآن پاک میں ارشاد ہے:

ترجمہ: ”خرید وفروخت دونوں فریقوں کی باہمی رضامندی سے ہی ہو سکتی ہے۔“

(ج) حدیث مبارکہ کی روشنی میں ذخیرہ اندوزی کی ملامت بیان کریں؟

جواب: ذخیرہ اندوزی ایک لعنت ہے۔ یہ معاشرے میں بگاڑ پیدا کرتی ہے۔ حدیث مبارکہ ہے:

ترجمہ: ”ذخیرہ اندوزی کرنے والا سخت گناہ گار ہے۔“ (صحیح مسلم:1605)

(د) خرید وفروخت میں حلال وحرام کے حوالے سے کیا تعلیم دی گئی ہے؟

جواب: اسلام نے انسانوں کو پاکیزہ چیزیں کھانے اور استعمال کرنے کا حکم دیا ہے۔ جس طرح پاکیزہ چیزیں حلال ہیں اسی طرح ناپاک چیزیں حرام ہیں۔ لہٰذا مسلمان کسی حرام شے کی خرید وفروخت نہیں کر سکتے مثلاً شراب، نشہ آور اشیاء وغیرہ کا کاروبار نہیں کر سکتے۔

(ہ) کم تولنے اور کم ناپنے کی ممانعت میں قرآن مجید کی ایک آیت کا ترجمہ لکھیں؟

جواب: دھوکہ دینے کا ایک طریقہ کم تولنا اور کم ناپنا بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کم تولنے اور کم ناپنے کی ممانعت کرتے ہوئے فرمایا:

ترجمہ: ”(ناپ تول میں) کمی کرنے والوں کے لیے ہلاکت ہے۔ جب وہ لوگوں سے (خود) ناپ کر لیتے ہیں (تو) پورا لیتے ہیں۔ اور جب وہ انہیں ناپ یا تول کر دیتے ہیں تو کم کر دیتے ہیں۔ کیا یہ لوگ یقین نہیں رکھتے۔ بے شک وہ (مرنے کے بعد) اٹھائے جائیں گے۔ اس بڑے دن کے لیے۔ جس دن سب لوگ تمام جہانوں کے رب کے سامنے کھڑے ہوں گے۔ (المطففین آیت:6-1)

☆☆☆☆

حصہ سوم

تفصیلی جوابات

(الف) خرید وفروخت کے اسلامی احکام وآداب بیان کریں؟

جواب:

i- باہمی رضامندی: خرید وفروخت کا سب سے پہلا اصول خریدنے اور بیچنے والے کی باہمی رضامندی ہے۔ خرید وفروخت کا عمل اسی وقت مکمل ہوتا ہے جب دونوں فریق کسی ایک قیمت پر متفق ہو جائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّمَا الْبَیْعُ عَنْ تَرَاضٍ

(سنن ابن ماجہ:2185)

ترجمہ: خرید وفروخت دونوں فریقوں کی رضامندی سے ہی ہو سکتی ہے۔

ii- سودے کی منسوخی: اسلام نے سودا بیچنے اور خریدنے والے دونوں کو اختیار دیا ہے کہ وہ اپنے سودے کو منسوخ کر سکتے ہیں۔ لیکن اس کی شرط یہ ہے کہ دونوں فریق بات طے کرنے کے بعد جدا جدا ہونے سے پہلے پہلے سودا ختم کر سکتے ہیں۔

iii- صداقت و وضاحت: صدق وسچائی، امانت ودیانت، جھوٹ اور فریب، باہمی رضامندی اور سودے کو ختم کرنے کے بارے میں حدیث میں آتا ہے:

ترجمہ: خرید وفروخت کرنے والے الگ الگ ہونے تک سودا ختم کرنے کا اختیار رکھتے ہیں۔ اگر یہ دونوں صداقت اور وضاحت سے کام لیں تو ان کے سودے میں برکت ہوگی۔ اور جھوٹ بولیں گے اور بات کو چھپائیں گے تو ان کے سودے سے برکت اٹھ جائے گی۔ (صحیح بخاری:2107)

(ب) معاشی سرگرمیوں اور کسب حلال کی فضیلت واہمیت بیان کریں؟

جواب: حلال کمائی:

اللہ تعالیٰ نے انسان کے لیے بے شمار اشیاء حلال قرار دی ہیں۔ لیکن اگر ان چیزوں کو ناجائز طریقے سے حاصل کیا جائے تو وہ حرام ہو جاتی ہیں۔ مثلاً تجارت کا نفع اللہ تعالیٰ نے حلال ٹھہرایا ہے۔ مگر ناجائز طریقے سے کی گئی تجارت کا نفع حرام ہو جاتا ہے۔ اس کی بہت سی شکلیں ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے وضاحت کے ساتھ ان کو بیان فرمایا ہے۔

دھوکہ دہی کی ممانعت:

دھوکا، فریب اور غلط بیانی کے ساتھ چیز فروخت کرنے سے آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔ ایک بار آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم اناج کے ایک ڈھیر کے پاس سے گزرے۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے اپنا ہاتھ ڈھیر کے اندر داخل کیا تو پانی محسوس ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے بیچنے والے سے پوچھا یہ کیا ہے؟ اس نے جواب دیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم اناج بارش سے گیلا ہو گیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے فرمایا: کیا تو اس گیلے حصے کو اناج کے اوپر نہیں کر سکتا تھا تاکہ لوگ دیکھ سکیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ غَشَّ فَلَيْسَ مِنَّا

(صحیح مسلم:102)

ترجمہ: جس نے ملاوٹ کی وہ ہم میں سے نہیں۔

اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے یہ بھی فرمایا:

Ali Infoz 03101190027

Scanned with CamScanner

ترجمہ: جھوٹی قسم سے سودا تو فروخت ہو جاتا ہے مگر اس سے برکت ختم ہو جاتی ہے۔ (سنن نسائی: 4466)

کم تولنے کم ناپنے کی ممانعت: فریب اور دھوکے کا ایک طریقہ کسی دکاندار کا چیزوں کو کم تولنا اور کم ناپنا ہے۔ قرآن مجید میں کم تولنے اور ناپنے کی سخت ممانعت آئی ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ اِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُوْنَ ۝ وَاِذَا كَالُوْهُمْ اَوْ وَّزَنُوْهُمْ يُخْسِرُوْنَ ۝ اَلَا يَظُنُّ اُولٰٓئِكَ اَنَّهُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ ۝ لِيَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝ يَّوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

(سورۃ المطففین 83: آیت 6-1)

ترجمہ: (ناپ تول میں) کمی کرنے والوں کے لیے ہلاکت ہے۔ جب وہ لوگوں سے (خود) ناپ کر لیتے ہیں (تو) پورا لیتے ہیں۔ اور جب وہ انہیں ناپ یا تول کر دیتے ہیں (تو) کم کر دیتے ہیں۔ کیا یہ لوگ یقین نہیں رکھتے کہ بے شک وہ (مرنے کے بعد) اٹھائے جائیں گے۔ اس بڑے دن کے لیے۔ جس دن سب لوگ تمام جہانوں کے رب کے سامنے کھڑے ہوں گے۔

(ج) خرید و فروخت میں حسن طلب اور حسن ادائیگی کی وضاحت کریں؟

جواب: خرید و فروخت کے معاملات میں ایک اہم چیز ذخیرہ اندوزی ہے۔ ذخیرہ اندوز سے مراد یہ ہے کہ لوگوں کو کسی چیز کی اشد ضرورت ہو۔ تاجر اس چیز کی منہ مانگی قیمت لینے کی خاطر اس چیز کو بیچنے سے روک دے اور مصنوعی قلت پیدا کر دے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے ایسی ذخیرہ اندوزی کی بھی مذمت فرمائی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کا ارشاد ہے:

مَنِ احْتَكَرَ فَهُوَ خَاطِئٌ

(صحیح مسلم: 1605)

ترجمہ: "ذخیرہ اندوزی کرنے والا سخت گناہ گار ہے۔"

تجارت، کاروبار اور خرید و فروخت کے بارے میں اسلام کی ایک اہم تعلیم یہ ہے کہ خریدار قیمت کی ادائیگی میں کوئی ناروا اور بے جا ٹال مٹول، کمی بیشی، تاخیر یا غلط رویہ اختیار نہ کرے۔ اسی طرح فروخت کنندہ اپنے حق کا مطالبہ نہایت اچھے اور شائستہ انداز میں نرمی کے ساتھ کرے۔ اسے حسن طلب اور حسن ادائیگی کہا جاتا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلی واصحابہ وسلم نے ان دونوں باتوں پر عمل کرنے والے آدمی کے لیے رحمت کی دعا فرمائی ہے:

رَحِمَ اللّٰهُ رَجُلًا سَمْحًا اِذَا بَاعَ وَاِذَا اشْتَرٰى وَاِذَا اقْتَضٰى

(صحیح بخاری: 2076)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ اس آدمی پر رحم فرمائے جو سودا بیچتے وقت بھی شائستہ ہوتا ہے، خریدتے وقت بھی اچھا رویہ رکھتا ہے اور اپنا حق بھی شرافت سے مانگتا ہے۔

جس آدمی کے پاس قیمت کی ادائیگی کی رقم بھی ہو اور وہ پھر بھی ادائیگی میں ٹال مٹول سے کام لے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے ایسے شخص کے بارے میں فرمایا ہے:

مَطْلُ الْغَنِيِّ ظُلْمٌ (صحیح بخاری: 2287)

امیر آدمی کا قیمت ادائیگی میں ٹال مٹول کرنا ظلم ہے۔

قیمت کی ادائیگی ہو یا سامان خریدار کے حوالے کرنے کا معاہدہ ہو ہر کسی کو اپنے کیے ہوئے معاہدے کو پورا کرنا لازم ہوتا ہے اگر ایسا نہ ہو کاروبار اور تجارت کا سلسلہ قائم اور جاری نہیں رہ سکتا۔ مسلمانوں کو کاروباری معاہدوں کو پورا کرنے کی تاکید کی گئی ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ

(سورۃ المائدہ: آیت 1)

ترجمہ: اے ایمان والو! (اپنے) عہدے پورے کرو۔

خرید و فروخت کے احکام میں ایک اہم حکم سودے پر سودا نہ کرنا ہے۔ اگر کوئی شخص کسی چیز کا سودا طے کر لے تو کوئی دوسرا شخص اس کی خریدی ہوئی چیز کو خریدنے کی بات نہ کرے۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے فرمایا:

لَا يَبِيْعُ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَيْعِ بَعْضٍ

(سنن ابن ماجہ: 2127)

ترجمہ: تم میں سے کوئی کسی کے سودے پر سودا نہ کرے۔

(د) ناجائز طریقے سے کی گئی تجارت کا نفع حرام ہو جاتا ہے۔ اسوہ حسنہ سے ایک مثال تحریر کریں۔

جواب: تاجروں کا منہ مانگی قیمتیں وصول کرنا اور بے تحاشا منافع کمانا بھی اسلام کی نظر میں برا ہے۔ مناسب اور معقول منافع پر تجارت کرنا اسلام کی تعلیم کے مطابق ہے۔ لوگوں کی مجبوری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے قیمتیں بہت زیادہ بڑھا لینا اسلام کی تعلیم کے خلاف ہے۔ ہمیں چاہیے کہ خرید و فروخت کے معاملے میں اسلام کے بتائے ہوئے احکام و آداب کی پیروی کریں۔

ذخیرہ اندوزی کرنا، کم تولنا اور کم ناپنا، دکھانا کچھ اور دینا کچھ، خریدار کا رقم دینے میں ٹال مٹول کرنا وغیرہ سب دھوکہ دہی ہے حضور صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کا فرمان ہے:

- i- جس نے ملاوٹ کی وہ ہم میں سے نہیں۔
- ii- ذخیرہ اندوزی کرنے والا سخت گناہ گار ہے۔
- iii- امیر آدمی کا کم قیمت ادائیگی میں ٹال مٹول کرنا ظلم ہے۔

☆☆☆☆

Ali Imtiaz 03101190027

Scanned with CamScanner

باب ششم

ہدایت کے سرچشمے اور مشاہیر

امہات المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہن

مشق

حصہ اول معروضی

سوال 1: درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

i- حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تعلق کس قبیلے سے بتایا جاتا ہے:

(ا) حضرت موسیٰ علیہ السلام کے
(ب) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے
(ج) حضرت نوح علیہ السلام کے
(د) حضرت ہارون علیہ السلام کے ✓

ii- حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نام ہے:

(ا) برہ (ب) ہندہ
(ج) رومان (د) رملہ ✓

iii- حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مدینہ منورہ تشریف لائیں:

(ا) 6ہجری میں (ب) 7ہجری میں ✓
(ج) 8ہجری میں (د) 9ہجری میں

iv- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت میں ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انتقال ہوا:

(ا) حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ✓
(ب) حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
(ج) حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
(د) حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

v- نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کا مختلف قبائل میں کی گئی شادیوں کا مقصد تھا:

(ا) مختلف قبائل سے معاہدات کرنا
(ب) لوگوں سے تعلقات بڑھانا
(ج) اثر ورسوخ کا استعمال کرنا
(د) اسلام دشمنی کا زور توڑنا ✓

جوابات:

(i)	(د)	(ii)	(د)	(iii)	(ب)
(iv)	(الف)	(v)	(د)		

2- معلومات مکمل کریں:

نام	والد کا نام	اس قبیلے کا نام جس کے سردار تھے
حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا	سردار حارث	ہلال
حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا	حارث بن ضرار	بنو مصطلق
حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا	سردار ابو سفیان بن حربؓ	

☆☆☆☆

حصہ دوم

مختصر جوابات

1- مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جواب لکھیں:

(الف) امہات المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مقام و مرتبہ میں قرآن مجید کی ایک آیت کا ترجمہ لکھیں۔

جواب: امہات المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا مقام ومرتبہ بہت بلند وافضل ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

ترجمہ: "نبی کریم (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم) اہل ایمان کی جانوں پر خود ان سے زیادہ حق رکھتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ والہ واصحابہ وسلم کی ازواج (مطہرات) ان کی مائیں ہیں اور (قریبی) رشتہ دار اللہ کی کتاب میں (میراث کے لحاظ سے) ایک دوسرے کے زیادہ حق دار ہیں۔ دوسرے مومنین اور مہاجرین کی نسبت مگر یہ کہ تم اپنے دوستوں پر (وصیت) کر کے احسان کرنا چاہو یہ حکم کتاب الٰہی میں لکھا ہوا ہے۔ (سورۃ الاحزاب: آیت 6)

(ب) حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مختصر تعارف بیان کریں نیز یہ بھی بتائیں کہ اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کتنی اولادیں عطا کیں؟

جواب: حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا: آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مصری خاتون تھیں۔ 7ہجری میں مصر کے حاکم مقوقس نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بھیجا۔ مدینہ منورہ آ کر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اسلام قبول کر لیا تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح فرما لیا۔ حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے زوجیت نبوی میں قریباً پانچ سال گزارے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے پانچ سال بعد آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے وفات پائی اور جنت البقیع میں دفن ہوئیں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد پاک: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بعد صرف حضرت ماریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ایک بیٹا حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ عطا ہوا۔

(ج) امہات المومنین کے کردار کی نمایاں خوبیاں کیا تھیں؟

جواب: امہات المومنین کی خوبیاں: امہات المومنین رضی اللہ تعالیٰ

Ali Infoz 03101190027

Scanned with CamScanner

عنہن تقویٰ و طہارت، عبادت و ریاضت اور فقہ و فراست کا بہترین نمونہ تھیں۔ انہوں نے صبر و شکر اور قناعت کا بے مثال نمونہ چھوڑا۔ مسلمانوں پر ان کا بہت بڑا احسان ہے۔ انہوں نے جو تعلیم و تربیت پائی وہ امت کی راہنمائی کا سبب بنی۔ انہوں نے دین کے بہت سے احکام امت کو سکھائے۔

(و) ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مختصر تعارف کرائیں۔

جواب: حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا: آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بن اخطب کی صاحبزادی تھیں۔ ان کے خاندان کا تعلق حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد سے ملتا ہے۔ غزوہ مطلق کے بعد حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قیدیوں میں سے ایک تھیں۔ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں انتقال ہوا اور جنت البقیع میں امہات المومنین کے ساتھ مدفون ہیں۔

(ہ) حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نکاح کس موقع پر کیا؟

جواب: حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب 7 ہجری میں عمرہ قضا کے لیے مکہ مکرمہ تشریف لے گئے تو اس موقع پر حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شادی ہوئی۔

☆☆☆☆

حصہ سوم

تفصیلی جوابات

(الف) دین اسلام کی اشاعت اور سنت نبوی کی ترویج میں امہات المومنین کے کردار پر نوٹ لکھیں۔

جواب: امہات المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہن مختلف قبائل سے تعلق رکھتی تھیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کی گھریلو زندگی میں انہوں نے جو تعلیم و تربیت پائی وہ امت کی رہنمائی کا سبب بنی۔ امہات المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہن نے دین کے بہت سے احکام امت کو سکھائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کی گھریلو زندگی کے بارے میں تو صرف امہات المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہن ہی واقف ہوسکتی تھیں۔ لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کے ذاتی حالات انہی کی زبانی ہم تک پہنچے ہیں۔

قرآن مجید میں امہات المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہن کے بلند مقام و مرتبہ کا خاص طور پر ذکر آیا ہے۔ مسلمانوں کا امہات المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہن کا ادب و احترام فرض ہے۔ فرمایا گیا ہے:

ترجمہ: نبی کریم (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم) اہل ایمان کی جانوں پر خود ان سے زیادہ حق رکھتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کی ازواج (مطہرات) ان کی مائیں ہیں اور (قریبی) رشتہ دار اللہ کی کتاب میں (میراث کے لحاظ سے) ایک دوسرے کے زیادہ حق دار ہیں دوسرے مومنین اور مہاجرین کی نسبت مگر یہ کہ تم اپنے دوستوں پر (وصیت کرکے) احسان کرنا چاہو یہ حکم کتاب (الٰہی) میں لکھا ہوا ہے۔ (سورۃ الاحزاب: آیت 6)

امہات المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہن تقویٰ و طہارت، عبادت و ریاضت اور فقہ و فراست کا بہترین نمونہ تھیں۔ انہوں نے صبر و شکر اور قناعت کا بے مثال نمونہ چھوڑا ہے۔ مسلمانوں پر ان کا بہت بڑا احسان ہے۔

-1 حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قبیلہ بنو خزاعہ کی شاخ بنو مصطلق کے سردار حارث بن ضرار کی صاحبزادی تھیں۔

(ب) حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم سے نکاح کا واقعہ تحریر کریں۔

جواب: سن 7 ہجری میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کا ایک قاصد حبشہ کے نجاشی کے پاس گیا۔ اس رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے نجاشی کو پیغام بھی بھیجا کہ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کا نکاح کر دیں۔ نجاشی نے حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی رضامندی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کے ساتھ ان کا نکاح کر دیا۔ اور انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کی خدمت میں بھجوا دیا۔ کہا جاتا ہے کہ یہ واپسی حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کے نکاح سے بعد ہوئی۔

(ج) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کا حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح کی وجہ تحریر کریں۔

جواب: حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح:

غزوہ بنو قریضہ کے بعد کچھ قیدی حضور صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کی خدمت میں پیش کیے گئے۔ ان قیدیوں میں حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی تھیں۔ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم سے مدد کی درخواست کی۔ حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم سے شادی کی درخواست کی جو آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے منظور فرمائی۔ اس طرح حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کی شادی ہوگئی۔

حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح:

فتح خیبر کے بعد بہت سے مرد و خواتین قیدی بنا لیے گئے۔ حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان قیدیوں میں شامل تھیں۔ انہیں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے انہیں آزاد کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو نکاح کا پیغام بھیجا جو انہوں نے بخوشی قبول کر لیا۔

(د) امہات المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہن کی زندگیوں سے آپ نے کیا سبق سیکھا؟

جواب: امہات المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہن کی زندگیاں ہمارے لیے

Ali Niaz 03101190027

Scanned with CamScanner

راہنمائی کے روشن مینار ہیں۔ انہوں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کی گھریلو زندگی میں تعلیم وتربیت پائی جو امت مسلمہ کی راہنمائی کا سبب بنیں۔ امہات المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنھن نے دین کے بہت سے احکام امت کو سکھائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کی گھریلو زندگی کے بارے میں تو صرف امہات المومنین رضی اللہ عنھن ہی واقف تھیں لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کے ذاتی حالات انہی کی زبانی ہم تک پہنچے۔

☆☆☆☆

(ب) حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مشق

حصہ اول معروضی

سوال 1: درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

i- حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تاریخ پیدائش ہے:
(ا) 3 شعبان (ب) 4 شعبان
(ج) 5 شعبان ✓ (د) 6 شعبان

ii- نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہم کو کہا:
(ا) دنیا میں نشان (ب) دنیا میں برکت
(ج) دنیا میں پھول ✓ (د) دنیا میں سکون

iii- حر بن یزید نے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا محاصرہ کیا:
(ا) ایک ہزار لشکر کے ساتھ (ب) دو ہزار لشکر کے ساتھ
(ج) تین ہزار لشکر کے ساتھ (د) چار ہزار لشکر کے ساتھ ✓

iv- حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت ہوئی:
(ا) کوفہ میں (ب) نجف میں
(ج) کربلا میں ✓ (د) موصل میں

v- حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ان کے ساتھیوں کو شہید کیا گیا:
(ا) 70 (ب) 71
(ج) 72 ✓ (د) 73

☆☆☆☆

حصہ دوم

مختصر جوابات

1- مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جواب لکھیں:

(الف) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اپنی محبت کے بارے میں کیا فرمایا؟

جواب: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بے حد محبت کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم فرماتے تھے:

i- دونوں دنیا میں میرے پھول ہیں۔

ii- جب آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم دونوں کو کندھوں پر اٹھاتے تو فرماتے:

اے اللہ جس طرح میں ان دونوں سے محبت رکھتا ہوں تو بھی ان سے محبت رکھ اور جو ان دونوں سے محبت کرے تو بھی اس سے محبت فرما۔

(ب) حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یزید کی بیعت پر موقف کیا تھا؟

جواب: حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ یزید کو مسلمانوں کی سربراہی کا اہل خیال نہیں کرتے تھے اس لیے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یزید کی بیعت سے انکار کیا۔

(ج) حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرت وکردار کے بارے میں دو جملے تحریر کریں؟

جواب: حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سنت نبوی صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کے پیکر اور دین اسلام کے شیدائی تھے۔ انہوں نے جابر وظالم کے سامنے کلمہ حق کہا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سر کٹانا تو منظور کر لیا مگر سر کو جھکایا نہیں۔

(د) سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حالات کی تحقیق کے لیے کسے کوفے بھیجا؟

جواب: سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حالات کی تحقیق کے لیے حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کوفہ بھیجا۔

(ہ) حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جرات وشجاعت کا کیا لافانی سبق دیا؟

جواب:

قتل حسین اصل میں مرگ یزید ہے
اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جرات وشجاعت کا مظاہرہ کرتے ہوئے باطل کے سامنے جھکنے کی بجائے جان کی قربانی دینے کو افضل وبرتر سمجھا۔

☆☆☆☆

حصہ سوم تفصیلی جوابات

(الف) حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقام ومرتبہ بیان کریں؟

جواب: حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقام ومرتبہ:

عبادت وریاضت:

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ عبادت وریاضت میں اپنے نانا محترم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کی پیروی کرتے اور ذکر الٰہی میں مصروف رہتے۔ عبادت گزاری کا بے حد شوق رکھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کے خوف سے کانپتے اور عاجزی سے بار بار دعائیں مانگتے تھے۔ حضرت امام

Ali Infoz 03101190027

Scanned with CamScanner

حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صرف سات برس کی عمر تک سردار دو جہاں صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کی صحبت میں رہنا نصیب ہوا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے معصوم زمانہ طفلی میں آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کو جو کام کرتے دیکھتے، ذہن میں نقش ہو جاتا۔ جو بات ایک دفعہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم سے سن لیتے۔ حافظہ اسے عمر بھر کے لیے محفوظ کر لیتا۔ یزید کی تخت نشینی کو درست نہیں سمجھتے تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یزید کی بیعت سے انکار کر کے نانا کے دین کا دفاع کیا۔

(ب) یزیدی فوجوں کو مخاطب کر کے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا فرمایا؟

جواب: "لوگو! اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے ظالم اور محرمات (حرام کردہ چیزیں) کو حلال کرنے والے، اللہ تعالیٰ کے عہد کو توڑنے والے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کی مخالفت اور اللہ کے بندوں پر گناہ اور زیادتی کے ساتھ حکومت کرنے والے بادشاہ کو دیکھا اور قول و عمل سے اس پر اسے غیرت نہ آئی تو اللہ تعالیٰ کو حق ہے کہ اس شخص کو اس بادشاہ کی جگہ دوزخ میں داخل کر دے، لوگو! خبردار ہو جاؤ ان لوگوں نے شیطان کی اطاعت اختیار کی اور رحمٰن کی اطاعت چھوڑ دی ہے، ملک میں فساد پھیلایا ہے، حدود الٰہی کو معطل کر دیا ہے، مال غنیمت میں حصہ زیادہ لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی حرام کی ہوئی چیزوں کو حلال کر دیا ہے۔ اس لیے مجھ کو غیرت آنے کا زیادہ حق ہے۔"

(ج) حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کا واقعہ بیان کریں؟

جواب: کربلا کے میدان میں 10 محرم الحرام کو وہ سانحہ پیش آیا جس نے پوری امت کو آج تک غم زدہ کر رکھا ہے۔ وہی کوفی جنہوں نے خط لکھ لکھ کر سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کوفہ آنے پر مجبور کیا تھا۔ اب وہی ابن زیاد کی فوج میں شامل ہو کر نواسہ رسول صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نوجوانان جنت کے سردار، جگر گوشہ بتول رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے خلاف لڑ رہے تھے اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یزید کی بیعت پر مجبور کرنا چاہتے تھے۔ مگر یہ کیسے ہو سکتا تھا کہ حیدر کرار کا بیٹا، حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کا نور نظر ان ظالموں کے سامنے جھک جاتا چنانچہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ کی راہ میں لڑتے ہوئے شہادت کے مرتبہ پر فائز ہوئے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سر کٹانا تو منظور کر لیا مگر سر کو جھکایا نہیں۔ یہ حادثہ فاجعہ 10 محرم 61 ہجری 681ء میں پیش آیا۔

☆☆☆☆

(ب) صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم

مشق حصہ اول معروضی

سوال 1: درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

i- ام عبد کنیت تھی:

(ا) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی ✓
(ب) حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی
(ج) حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی
(د) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی

ii- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ عالم تھے:

(ا) قرآن کے ✓ (ب) حدیث کے
(ج) تاریخ کے (د) حلال وحرام کے ✓

iii- حدیث مبارکہ کے مطابق حلال وحرام کے سب سے بڑے ماہر تھے:

(ا) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ✓
(ب) حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ
(ج) حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ
(د) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

iv- حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات ہوئی:

(ا) باغ میں (ب) صحرا میں ✓
(ج) سمندر میں (د) نیکی اور بدی کا

v- غزوہ خندق کے موقع پر خندق کھودنے کا مشورہ دیا:

(ا) حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے
(ب) حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے ✓
(ج) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے
(د) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے

☆☆☆☆

حصہ دوم

مختصر جوابات

1- مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جواب لکھیں:

(الف) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقام و مرتبہ بیان کریں؟

جواب: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا مقام و مرتبہ:

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام لانے کے بعد دن رات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت میں رہنے لگے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رہنے کی وجہ سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بہت سی باتوں کا علم ہوتا تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قرآن مجید کے بہت بڑے عالم اور قاری تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو حضرت عبداللہ کی قرات سننے کا مشورہ فرماتے تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑے متقی اور عبادت گزار تھے۔

(ب) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کا کیا مطلب ہے؟

جواب: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کے ارشاد کا مطلب ہے کہ امت مسلمہ میں حلال وحرام کے سب سے بڑے عالم حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ

Ali Infoz 03101190027

Scanned with CamScanner

ہیں۔

(ج) حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں ایک حدیث کا ترجمہ لکھیں۔

جواب: ''زمین کے اوپر اور آسمان کے نیچے ابوذر سے زیادہ حق گو انسان کوئی نہیں'' (جامع ترمذی: 3801)

(د) حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا آبائی مذہب کیا تھا؟

جواب: حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا آبائی مذہب مجوسیت تھا۔

(د) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے سبق میں مذکور کس صحابی کے متعلق فرمایا کہ وہ میرے اہل بیت میں سے ہیں؟

جواب: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق فرمایا کہ وہ میرے اہل بیت میں سے ہیں۔

(ہ) خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو کوفے کا قاضی اور نگران بناتے وقت کیا خط لکھا؟

جواب: حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دور خلافت میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کوفہ کا قاضی اور نگران مقرر کیا اہل کوفہ کو خط لکھا کہ میں نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تمہارے پاس بھیج کر تمہیں اپنے اوپر ترجیح دی ہے۔

حصہ سوم

تفصیلی جوابات

(الف) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کردار پر مفصل نوٹ لکھیں؟

جواب: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت عبداللہ بن مسعود اسلام لانے والے 6 ابتدائی آدمیوں میں شامل تھے۔ اسلام لانے کے بعد آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دن رات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کے ساتھ رہنے لگے۔ سفر و حضر میں ہر جگہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کے ساتھ رہنے کی وجہ سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بہت سی باتوں کا علم ہوتا تھا۔ اسی بنا پر انہیں رازدان رسول صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کہا جاتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ قرآن مجید کے بہت بڑے عالم اور قاری تھے۔ ایک بار رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے مسجد میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نماز پڑھتے دیکھا تو فرمایا: جو آدمی اس طرح تر و تازہ قرآن مجید پڑھ کر خوش ہونا چاہے جس طرح وہ نازل ہوا ہے تو وہ ابن ام عبد کی طرح قرآن پڑھے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہایت متقی اور عبادت گزار تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے 32 ہجری میں وفات پائی اور مدینہ منورہ میں دفن ہوئے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی گئی احادیث کی تعداد 848 ہے۔

(ب) حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقام و مرتبہ پر تفصیل سے روشنی ڈالیں؟

جواب: حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعلق ایران کے شہر اصفہان سے تھا۔ ان کے والد علاقے کے زمیندار تھے۔ آبائی مذہب مجوسیت تھا لیکن دین حق کی تلاش میں تھے۔ چنانچہ اسی تلاش میں مدینہ منورہ پہنچ گئے۔ وہاں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم سے ملاقات ہوئی تو اسلام کی حقانیت ان کے دل میں پیدا ہوگئی اور اسلام قبول کر لیا۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غزوۂ بدر اور احد کے علاوہ تمام غزوات میں حصہ لیا۔ غزوۂ خندق (غزوۂ احزاب) مسلمانوں کے لیے بڑی آزمائش کا موقع تھا۔ کفار مکہ کے ساتھ مدینہ منورہ کے یہودی اور کچھ دیگر عرب قبائل نے مل کر مسلمانوں کو نیست و نابود کرنے کے لیے 10 ہزار کا عظیم لشکر تیار کیا تھا۔ مسلمانوں کو خبر ملی تو مدینہ منورہ کے دفاع کی فکر لاحق ہوئی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے مجلس مشاورت منعقد کی اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اپنے تجربے اور فہم و فراست کے مطابق رائے دی۔ اس موقع پر حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مدینہ منورہ کے گرد خندق کھود کر اپنا بچاؤ کرنے کی رائے دی۔ یہ طریقہ عربوں کے لیے نیا تھا لیکن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے پسند فرمایا اور اسی پر عمل کرنے کا حکم دیا۔ یہ منصوبہ نہایت کامیاب رہا اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو دشمنوں کے شر سے محفوظ رکھا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بے حد محبت کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کا فرمان ہے سلمان ہمارے اہل بیت میں سے ہیں۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلافت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد میں ان حضرات کے ساتھ رہے۔ جب مسلمانوں کو دولت و ثروت اور سہولیات سے فائدہ اٹھانے کا موقع ملا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ گوشہ نشینی کی زندگی گزارنے لگے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو 4 سے 6 ہزار تک سالانہ عطیات مل رہے تھے۔ مگر وہ سب تقسیم کر دیتے اور خود محنت و مشقت سے اپنی روزی کماتے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دور خلافت میں حضرت سلمان فارسی کو مدائن کا گورنر مقرر کیا۔ ابھی وہاں پہنچے چند ہفتے ہوئے تھے کہ 33 ہجری میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہوگیا۔

(ج) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل بیان کریں؟

جواب: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل:

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ معروف انصاری صحابی ہیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد کا نام جبل بن عمرو اور والدہ کا نام ہند

Ali Imtiaz 03101190027

Scanned with CamScanner

بنت سہل تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعلق انصار کے مشہور قبیلے خزرج سے تھا۔ ہجرت مدینہ سے پہلے یثرب کے کچھ لوگوں نے مکہ مکرمہ جا کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی تو ان میں یہ نوجوان صحابی حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی شامل تھے۔ ہجرت کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے مہاجرین اور انصار کے درمیان مواخات کا رشتہ قائم فرمایا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھائی قرار دیا۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام غزوات میں شامل رہے۔ غزوہ بدر کے موقع پر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر 21 سال تھی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کاتب وحی بھی مقرر فرمایا اور بہترین قاری بھی قرار دیا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے فرمایا:

أَعْلَمُهُمْ بِالْحَلَالِ وَالْحَرَامِ مُعَاذُبْنُ جَبَلٍ

(جامع ترمذی: 3790)

میری امت میں حلال وحرام کے سب سے بڑے عالم معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کم عمری کے باوجود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کی نظر میں بہت مقام ومرتبہ کے حامل تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے اپنی زندگی میں نہ صرف یمن کا گورنر منتخب فرمایا بلکہ مزید عزت اور شرف یہ بخشا کہ جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یمن کی طرف روانہ ہو رہے تھے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو الوداع کہنے کے لیے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سواری کے ساتھ پیدل مدینہ سے باہر تک تشریف لے گئے۔ ایک روایت کے مطابق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نِعْمَ الرَّجُل (کمال انسان) قرار دیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ملک شام کے گورنر مقرر ہوئے اور چند ماہ بعد شام ہی میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہو گیا۔

(د) حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کا واقعہ تفصیل سے لکھیں؟

جواب: حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہایت عبادت گزار اور متقی تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مال ودولت اور دنیاداری سے دور بھاگتے تھے۔ قبیلے کے نمایاں فرد ہونے کے باوجود طمع لالچ اور ہوس پرستی سے دور تھے۔ دین اسلام ہی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی کا اوڑھنا اور بچھونا تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق پیش گوئی فرمائی تھی کہ صحرا میں فوت ہوں گے اور مسلمانوں کی ایک جماعت خود بخود ان کے پاس پہنچ جائے گی۔ چنانچہ خلیفہ سوم حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں مدینہ منورہ سے باہر ایک جگہ ''ربذہ'' میں مقیم تھے کہ موت کا وقت آ گیا۔ صحرا میں ان کے ہمراہ ان کی زوجہ محترمہ تھیں۔ لیکن حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کی پیش گوئی پر کامل یقین تھا۔ اچانک وہاں مسلمانوں کی ایک چھوٹی سی جماعت آ گئی جس میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی شامل تھے۔ چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کی پیش گوئی حرف بحرف پوری ہوئی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نماز جنازہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پڑھائی اور وہیں صحرا میں دفن ہوئے۔ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے 281 احادیث مروی ہیں۔

☆☆☆☆

(د) صوفیائے کرام

مشق

حصہ اول معروضی

سوال 1: درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

i- حضرت معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ نسب ملتا ہے:

(ا) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
(ب) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے
(ج) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے
(د) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے ✓

ii- حضرت شیخ فریدالدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے ابتدائی تعلیم حاصل کی:

(ا) کھوتووال سے (ب) اجودھن سے
(ج) ہانسی سے (د) ملتان سے ✓

iii- حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے دہلی میں وقت گزارا:

(ا) حضرت نظام الدین اولیا کی خدمت میں
(ب) حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں
(ج) خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ✓
(د) حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ کی خدمت میں

iv- حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا زمانہ برصغیر کے دو مشہور بادشاہوں کا تھا:

(ا) محمود غزنوی اور محمد بن قاسم (ب) اکبر اور جہانگیر ✓
(ج) ظہیرالدین بابر اور اکبر (د) محمد بن قاسم اور اکبر

v- حضرت فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے 670 ہجری میں پاکپتن میں عمر میں وفات پائی:

(ا) 90 برس کی عمر میں (ب) 92 برس کی عمر میں
(ج) 94 برس کی عمر میں (د) 95 برس کی عمر میں ✓

☆☆☆☆

Ali Infoz 03101190027

Scanned with CamScanner

حصہ دوم

مختصر جوابات

1- مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جواب لکھیں:

(الف) حضرت معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے اساتذہ کرام کے نام لکھیں۔

جواب: حضرت معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے اساتذہ کرام:

(1) حضرت ابراہیم قندوزی رحمۃ اللہ

(2) خواجہ حسن عثمانی رحمۃ اللہ علیہ

(3) شیخ نجم الدین کبریٰ رحمۃ اللہ علیہ

(4) شیخ محمود اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ

(ب) حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو مجدد الف ثانی کیوں کہا جاتا ہے؟

جواب: حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے شعائر اسلامی کی تجدید کی اس لیے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو مجدد الف ثانی کہتے ہیں۔ مجدد الف ثانی کے معنی ہیں ایک ہزار سال بعد شعائر اسلامی کی تجدید و احیا کرنے والا دوسرا شخص۔

(ج) حضرت فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے تبلیغ دین کے لیے کس جگہ کو اپنا مسکن بنایا؟

جواب: حضرت فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے پاکپتن کو تبلیغ دین کے لیے مسکن بنایا۔

(د) حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ نسب کس صحابی سے ملتا ہے اور ان کی دو تصانیف کے نام لکھیں۔

جواب: حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ نسب حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتا ہے۔

اثبات النبوۃ، رسالہ تہلیلیہ، معارف لدنیہ، عبد اور معاد، مکاشفات طیبیہ اور مکتوبات امام ربانی مشہور ہیں۔

(ہ) حضرت شیخ فرید الدین رحمۃ اللہ علیہ کے مشہور اقوال تحریر کریں؟

جواب: 1- وقت کی قدر کرو

2- غصہ انسان کی طاقت نہیں کمزوری ہے

3- جب کوئی مصیبت آئے تو اسے اپنی غلطیوں کا نتیجہ سمجھو

☆☆☆☆

حصہ سوم

تفصیلی جوابات

(الف) حضرت معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات زندگی پر نوٹ لکھیں؟

جواب: حضرت معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات زندگی:

حضرت معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کا شمار برصغیر کے معروف صوفیا اور بزرگوں میں ہوتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے روحانی پیشوا، فلسفی اور صوفی تھے۔ حضرت معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کا آبائی وطن ایران کا ایک شہر سیستان تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ چھٹی صدی ہجری میں سیستان کے قریب واقع سنجر نامی گاؤں میں پیدا ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والدین آپ رحمۃ اللہ علیہ کو حسن کے نام سے بھی پکارتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ کا نام سیدہ ماہ نور اور والد کا نام سید غیاث الدین تھا۔ وہ بہت بڑے تاجر ہونے کے ساتھ دین سے تعلق رکھنے والے شخص تھے۔ حضرت معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ نسب حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔

حضرت معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے ابتدائی تعلیم گھر ہی میں حاصل کی اور بچپن ہی میں قرآن مجید حفظ کر لیا۔ 15 سال کی عمر ہوئی تو والد کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ ایک سال بعد والدہ محترمہ بھی وفات پا گئیں اور آپ رحمۃ اللہ علیہ تنہا رہ گئے۔ ایک روز وقت کے مشہور بزرگ حضرت ابراہیم قندوزی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات ہوئی تو ان سے بہت متاثر ہوئے اور بزرگوں کی صحبت میں رہنے لگے۔ عراق میں اڑھائی سال خواجہ حسن عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں گزارے۔ بعد ازاں بغداد میں شیخ نجم الدین کبریٰ رحمۃ اللہ اور شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ، تبریز شہر میں خواجہ ابوسعید تبریزی رحمۃ اللہ علیہ اور اصفہان میں شیخ محمود اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہے۔ ایران کے شہر خرقان میں دو سال لوگوں کو وعظ و نصیحت فرمائی۔ پھر ایران کے شہر استرآباد اور کچھ عرصہ ہرات میں گزارا۔ بالآخر ہندوستان آگئے اور اجمیر کے علاقے میں مستقل سکونت اختیار کی۔

حضرت معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ سلسلہ چشتیہ کے بڑے بزرگوں میں سے تھے اور ہندوستان میں آپ رحمۃ اللہ علیہ ہی کی بدولت سلسلہ چشتیہ کو فروغ ملا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بے شمار لوگوں کی اصلاح کی اور انہیں راہ ہدایت پر چلنے پر آمادہ کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے زہد و تقویٰ اور وعظ و نصیحت سے متاثر ہو کر بہت سے لوگ مسلمان ہوئے۔ حضرت معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہندوستان کے شہر اجمیر میں ہوا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار بھی وہیں ہے۔

(ب) حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی اشاعت اسلام کے لیے کی جانے والی کوششوں پر نوٹ لکھیں؟

جواب: اسلام کے لیے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی کوششیں:

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے ابتدائی تعلیم سرہند ہی میں حاصل کی۔ 17 برس کی عمر میں تمام مروجہ علوم کے حصول سے فارغ ہو کر درس و تدریس میں مشغول ہو گئے۔ علاقہ کے معروف بزرگ حضرت شاہ سکندر کیتھلی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں بھی کچھ عرصہ گزارا۔ بعد ازاں دہلی میں وقت کے مشہور بزرگ صوفی خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہنے لگے۔ شیخ کی وفات کے بعد دوبارہ سرہند تشریف لے آئے اور خلق خدا کی اصلاح کا فریضہ انجام دینے لگے۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا زمانہ برصغیر کے دو مشہور بادشاہوں، اکبر اور جہانگیر کا تھا۔ اکبر بادشاہ پر ہندوانہ اثر غالب ہو گیا تھا جس

Ali Infoz 03101190027

Scanned with CamScanner

کی وجہ سے ملک میں اسلامی رسوم وسنتوں پر عمل کم اور بدعات میں اضافہ ہو گیا۔ اکبر کی وفات کے بعد جہانگیر بھی باپ کے نقش قدم پر چلا۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ نے اس کی اصلاح کرنے کی کوشش کی تو اس نے ناراض ہو کر آپ رحمتہ اللہ علیہ کو کچھ عرصہ تک قید رکھا۔ لیکن حضرت مجدد الف ثانی نے نہایت جرات، پامردی اور جانفشانی کے ساتھ ان بدعات وعیوب کا تدارک کیا اور سنت رسول کا بول بالا کیا۔ اسی وجہ سے انہیں مجدد الف ثانی کہا جاتا ہے جس کے معنی ہیں: ہزار سال کے بعد شعائر اسلامی کی تجدید و احیا کرنے والا دوسرا شخص۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ نے عالم باعمل، باشرع اور سنت سے بے انتہا محبت کرنے والے تھے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نہایت عبادت گزار اور خوف خدا رکھنے والے تھے۔ امر بالمعروف ونہی عن المنکر یعنی نیکی کا حکم اور برائی سے روکنے کا سخت اہتمام فرماتے تھے۔

حضرت فریدالدین گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ

حضرت فریدالدین گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ کا اصل نام مسعود اور لقب فریدالدین اور گنج شکر ہے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ 575 ہجری میں ملتان کے ایک قصبے کھوتووال میں پیدا ہوئے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کے والد کا نام کمال الدین سلیمان تھا۔

حضرت فریدالدین گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی ابتدائی تعلیم ملتان میں مولانا منہاج الدین ترمذی سے حاصل کی۔ ایک روز وقت کے معروف بزرگ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ سے ملاقات ہوئی تو ان کے شاگردوں میں شامل ہو گئے۔ طویل عرصہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں گزارنے کے بعد ان کے خلیفہ مقرر ہوئے اور لاہور آ کر لوگوں کی اصلاح اور وعظ ونصیحت میں مشغول ہو گئے۔ کچھ عرصہ بعد آپ رحمتہ اللہ علیہ پاکپتن چلے گئے اور یہیں مستقل قیام پذیر ہو گئے۔

(ج) حضرت شیخ فریدالدین گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ کی تبلیغ دین اور تعلیمات بیان کریں؟

جواب: حضرت شیخ فریدالدین گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ کی تبلیغ دین:

آغاز میں آپ رحمتہ اللہ علیہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ کے خلیفہ مقرر ہوئے اور پھر لاہور میں لوگوں کی اصلاح اور وعظ و نصیحت میں مشغول ہو گئے پھر آپ پاکپتن تشریف لے گئے۔

پاکپتن میں آپ رحمتہ اللہ علیہ کی آمد بہت بابرکت ثابت ہوئی۔ پاکپتن میں ایک جوگی نے جادو ٹونے کے ذریعے لوگوں کو توہم پرستی میں مبتلا کر رکھا تھا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کی تبلیغ سے نہ صرف جوگی مسلمان ہو گیا بلکہ بہت سے دوسرے لوگ بھی مسلمان ہو گئے۔

آپ رحمتہ اللہ علیہ نے لوگوں کی اصلاح وتربیت میں بسر کی۔ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے، سنت پر چلنے کی تعلیم دی۔ مخلوق خدا سے محبت کرنے کا درس دیا۔

آپ رحمتہ اللہ علیہ کی تعلیمات آج بھی لوگوں کے دلوں کو منور کرتی ہیں۔

(ہ) علماء ومفکرین

مشق حصہ اول معروضی

سوال 1: درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

-i امام غزالی شہرت کی بلندیوں پر پہنچے:

(ا) محنت سے (ب) دولت سے

(ج) تعلقات سے (د) علم سیکھنے سے ✓

-ii نظام الملک امام غزالی ______ کی سے متاثر ہوئے:

(ا) فہم وفراست سے ✓ (ب) شہرت سے

(ج) شکل وصورت سے (د) دولت سے

-iii شاہ ولی اللہ کا شمار برصغیر کے علما میں نمایاں ہے:

(ا) خدمات سے ✓ (ب) خاندان سے

(ج) شہرت سے (د) علم سے

-iv شاہ ولی اللہ نے مسلمانوں میں شعور بیدار کیا:

(ا) قومیت کا (ب) دین کے ساتھ وابستگی کا ✓

(ج) خودشناسی کا (د) مسلمانیت کا

-v دین الٰہی کا بانی کون تھا:

(ا) اکبر ✓ (ب) ہمایوں

(ج) جہانگیر (د) شاہ جہاں

☆☆☆☆

حصہ دوم

مختصر جوابات

-1 مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جواب لکھیں:

(الف) امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ کو کیا چیز پسند نہیں تھی؟

جواب: امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ کو یونیورسٹی کے سربراہ کی حیثیت سے جو شان وشوکت اور دنیاوی مقام ومرتبہ حاصل تھا بالکل پسند نہ تھا۔

(ب) امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ کے تعلیمی نظریات پر تین سطریں لکھیں۔

جواب: امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ کے نظریات کے مطابق:

-i بچے کی تعلیم وتربیت ایک نہایت اہم فریضہ ہے وہ والدین کے پاس اللہ تعالیٰ کی امانت ہیں۔

-ii بچہ جب کوئی عمدہ کام کرے تو اس کی حوصلہ افزائی کرنی چاہیے۔ بچے کو ہر وقت ڈانٹنا نہیں چاہیے۔

-iii بچے کو نشست وبرخاست کے آداب سکھانے چاہئیں اور بہت زیادہ بولنے سے منع کرنا چاہیے۔

-iv سکول سے آنے کے بعد بچے کو کھیل کا موقع دینا چاہیے۔

سوال (ج) شاہ ولی اللہ رحمتہ اللہ علیہ نے کن حالات میں لوگوں کی راہنمائی کی؟

جواب: شاہ ولی اللہ رحمتہ اللہ علیہ کے زمانے میں حالات بہت خراب تھے

Ali Infoz 03101190027

Scanned with CamScanner

لوگ دینی تعلیم سے بے بہرہ تھے۔ برصغیر میں قرآن مجید کا فارسی میں ترجمہ کر کے مسلمانوں کی بڑی راہنمائی کی۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے برصغیر میں مطالعہ حدیث کو فروغ دیا جو آپ کا بہت بڑا کارنامہ ہے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے حدیث کی 6 مشہور اور صحیح ترین کتب صحاح ستہ کو متعارف کروایا۔

سوال (د) شاہ ولی اللہ رحمتہ اللہ علیہ کے ترجمہ قرآن کا کیا مقصد ہے؟

جواب: شاہ ولی اللہ رحمتہ اللہ علیہ کے ترجمہ قرآن سے پہلے برصغیر میں قرآن مجید عربی زبان میں لکھا ملتا تھا۔ جسے سمجھنا مشکل تھا۔ شاہ ولی اللہ رحمتہ اللہ علیہ نے فارسی زبان میں ترجمہ کر کے برصغیر کے مسلمانوں پر بڑا احسان فرمایا۔

سوال (ہ) شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ واپس ہندوستان کیوں تشریف لائے؟

جواب: شاہ عبدالحق محدث دہلوی مکہ مکرمہ میں مستقل طور پر آباد ہونا چاہتے تھے مگر ہندوستان میں اکبر نے دین الٰہی کے نام سے ایک نیا دین رائج کر دیا تھا جو اسلام اور ہندومت کا ملغوبہ تھا۔ جب آپ کو اس بات کا علم ہوا تو آپ واپس ہندوستان تشریف لے آئے اور دہلی کو مسکن بنایا جہاں ایک دینی دارالعلوم کی بنیاد رکھی۔ یہاں سینکڑوں طلبہ تعلیم حاصل کرنے کے لیے آتے اور اپنی پیاس بجھاتے۔

☆☆☆☆

حصہ سوم

تفصیلی جوابات

(الف) امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ کا تعارف کرائیں؟

جواب: امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ:

امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ کا نام محمد اور کنیت ابو حامد ہے۔ آپ 1059 عیسوی (450 ہجری) میں ایران کے شہر طوس میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم طوس میں ہی حاصل کی۔ اس کے بعد مزید تعلیم کے حصول کے لیے نیشاپور تشریف لے گئے۔ نیشاپور میں انہوں نے اس دور کے ایک بہت بڑے عالم امام الحرمین ضیاء الدین جوینی رحمتہ اللہ علیہ کی شاگردی اختیار کی۔ امام الحرمین کے پاس عالم اسلام کے دور دراز علاقوں سے لوگ علم حاصل کرنے کے لیے آتے تھے۔ اس وقت نیشاپور ایک بہت بڑا علمی مرکز تھا۔ امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے جلیل القدر استاد سے بہت کچھ سیکھا اور بہت جلد شہرت کی بلندیوں پر پہنچ گئے۔

استاد محترم کی وفات کے بعد امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ کی ملاقات بادشاہ کے وزیر نظام الملک طوسی سے ہوئی۔ نظام الملک نے اپنے ملک میں جگہ جگہ مدارس اور سکول قائم کیے تھے۔ اس کے ساتھ اس نے عالم اسلام کے مرکز بغداد میں ایک بہت بڑی یونیورسٹی بھی قائم کی تھی۔ جسے "جامعہ نظامیہ بغداد" کہا جاتا ہے۔ نظام الملک طوسی امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ کے علم اور فہم و فراست سے بہت متاثر ہوئے۔ اس لیے انہوں نے امام صاحب کو بغداد میں قائم کردہ یونیورسٹی کا سربراہ مقرر کر دیا۔ یونیورسٹی کے سربراہ کی حیثیت سے امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ کی بڑی شان و شوکت تھی۔ علمی، مقام و مرتبے کے ساتھ ساتھ ان کا دنیاوی مقام و مرتبہ بھی بہت اونچا تھا۔ مگر انہیں یہ ظاہری شان و شوکت پسند نہیں تھی۔ وہ اطمینان قلب سے محروم تھے اور چاہتے تھے کہ کوئی ایسی راہ اختیار کریں جس پر چل کر وہ اطمینان قلب کی دولت حاصل کر سکیں۔ چنانچہ امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ نے یونیورسٹی کی سرکاری ملازمت کو خیر باد کہنے کا فیصلہ کر لیا۔ یہ فیصلہ آسان نہ تھا۔

امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ نے دس سال تک سیر و سیاحت اور عزلت و گوشہ نشینی اختیار کیے رکھی۔ اس عرصہ میں ان کا زیادہ مشغلہ عبادت و ریاضت تھا۔ وہ صالحین اور اہل علم کی مجالس میں بھی حاضر ہوتے تھے۔ ایک طویل جدوجہد کے بعد انہیں اپنا مقصود حاصل ہو گیا۔ اب ان کا میلان تصوف کی طرف ہو چکا تھا۔ وہ شہرت و ریاکاری کی زندگی سے نفرت کرتے تھے اور نفس کے تزکیہ کی طرف توجہ دیتے تھے۔

(ب) شاہ ولی اللہ رحمتہ اللہ علیہ کی دینی و اصلاحی خدمات پر تفصیلی نوٹ لکھیں؟

جواب:

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ اپنی دینی، علمی اور سیاسی خدمات کی وجہ سے برصغیر کے نمایاں علما میں شمار ہوتے تھے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے لوگوں کی اصلاح اور رہنمائی کے لیے بہت سے علمی، سیاسی اور اصلاحی کارنامے سرانجام دیے۔ برصغیر میں قرآن مجید کا فارسی زبان میں پہلا ترجمہ کیا۔ جس کا مقصد قرآن مجید کی تعلیمات کو عام کرنا تھا۔ متعدد کتابیں لکھیں جن میں حجۃ اللہ البالغہ، تفہیمات الٰہیہ اور الفوز الکبیر معروف ہیں۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کا ایک عظیم کارنامہ برصغیر میں مطالعہ حدیث کا فروغ ہے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے حدیث کی 6 مشہور اور صحیح ترین کتب صحاح ستہ کو متعارف کروایا اور دینی مدارس کے نصاب میں شامل کیا۔ یہی وجہ ہے کہ برصغیر کے تمام محدثین کرام کی سند حدیث شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ سے آگے بڑھتی ہے۔ الغرض شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے پوری زندگی مسلمانوں کی اصلاح کی کوششوں میں صرف کی۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے برصغیر کے مسلمانوں میں یہ احساس پیدا کرنے میں کامیابی حاصل کی کہ وہ مشکل ترین حالات میں بھی اپنے دین سے وابستہ رہیں، جو انہیں زندگی کے تمام معاملات میں راہ نمائی فراہم کرتا ہے۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے 1762 عیسوی میں وفات پائی۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کی وفات کے بعد آپ رحمتہ اللہ علیہ کے صاحب زادوں نے تدریس و اصلاح کے کام کو جاری رکھا۔

(ج) شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کی علمی و تصنیفی خدمات پر روشنی ڈالیں۔

جواب: شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کی علمی و تصنیفی خدمات:

شیخ عبدالحق رحمتہ اللہ علیہ نے تدریس کے ساتھ ساتھ تصنیف و

Ali Infoz 03101190027

Scanned with CamScanner

تالیف کا کام بھی کیا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ اپنی کتابوں میں باطل نظریات رد کرتے تھے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے معاشرے کے ہر طبقے کی اصلاح کرنے کی کوشش کی۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے عہد اکبری کے بڑے بڑے حکومتی عہدیداروں کو خطوط لکھے اور انہیں احیائے سنت پر آمادہ کیا۔ جب اکبر کا بیٹا جہانگیر ہندوستان کا بادشاہ بنا تو شیخ نے اسے بھی حکمران کے فرائض سے آگاہ کیا۔ اس قصہ کے لیے آپ رحمتہ اللہ علیہ نے ایک کتاب بھی تصنیف کی۔

22 ربیع الاول 1050 ہجری بمطابق 1642 عیسوی بمقام دہلی کو یہ آفتاب رشد و ہدایت 94 سال کی عمر میں اپنے رب کے حضور حاضر ہو گیا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے درج ذیل کتابیں تصنیف فرمائیں۔

1- شرح مشکوٰۃ شریف 2- مدارج النبوہ
3- جذب القلوب 4- اخبار الاخیار
5- زبدۃ الآثار 6- مفتاح الفتوح

☆☆☆☆

(و) فاتحین

مشق

حصہ اول معروضی

سوال 1: درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

i- صلاح الدین ایوبی کا اصل نام تھا:
(ا) زید (ب) عبدالرحمان
(ج) یوسف ✓ (د) نورالدین

ii- صلاح الدین ایوبی نے مسلمانوں کے قبلہ اول کو آزاد کروایا:
(ا) کفار سے (ب) مشرکین سے
(ج) عیسائیوں سے ✓ (د) ہندوؤں سے

iii- سلطان نورالدین زنگی وفات پا گئے:
(ا) خناق کی بیماری میں مبتلا ہو کر ✓
(ب) ملیریا کی بیماری میں مبتلا ہو کر
(ج) تپ دق کی بیماری میں مبتلا ہو کر
(د) ہیضہ کی بیماری میں مبتلا ہو کر

iv- سلطان نورالدین زنگی نے حکومت کی:
(ا) 20 برس (ب) 22 برس
(ج) 26 برس (د) 28 برس ✓

v- صلاح الدین ایوبی نے آخری ایام گزارے:
(ا) مصر (ب) شام
(ج) بغداد (د) دمشق ✓

حصہ دوم

مختصر جوابات

1- مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جواب لکھیں:

(الف) صلاح الدین ایوبی کے اعلیٰ اخلاق و کردار کے بارے میں تحریر کریں؟

جواب: صلاح الدین ایوبی تاریخ اسلام کے نامور مجاہد اور عظیم سپہ سالار تھے۔ آپ اعلیٰ اخلاق و کردار کے بارعب مجاہد تھے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے بکھرے ہوئے مسلمانوں کو ایک جھنڈے تلے جمع کیا اور مسلمانوں کی عظمت رفتہ کو بحال کیا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کا سب سے بڑا کارنامہ بیت المقدس کی فتح ہے۔ آپ نہایت متقی، پرہیزگار انسان تھے۔ عدل وانصاف، رحم دلی، فیاضی، صبر اور علم دوستی میں بے مثال تھے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ احسان کرنے والے، عفو و درگزر سے کام لینے والے اور حلیم و بردبار تھے۔ آپ ایک لائق سپہ سالار ہونے کے ساتھ ساتھ دور اندیش سیاست دان بھی تھے۔

(ب) سلطان محمد کو "الفاتح" کیوں کہا جاتا ہے؟

جواب: سلطان محمد نے صلیبی جنگوں میں عیسائیوں کو شکست دی تھی جس کی بنا پر انہیں (الفاتح) کہا جاتا ہے۔

(ج) نورالدین زنگی کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

جواب: سلطان نورالدین زنگی کا اصل نام محمد اور والد کا نام عمادالدین تھا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ 511 ہجری میں موصل میں پیدا ہوئے۔ چار برس کی عمر میں تعلیم کا آغاز کیا اور 16 برس کی عمر تک تمام مروجہ علوم حاصل کر لیے۔ آپ ذہین اور فطین ہونے کے ساتھ ساتھ فن سپہ گری میں بھی ماہر تھے۔ نورالدین زنگی رحمتہ اللہ علیہ ہر لڑائی اور معرکے میں اپنے والد کے ہمراہ رہتے تھے۔ والد کی وفات کے بعد حلب کی امارت نورالدین زنگی کے حصے میں آئی۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے والد کا مشن جاری رکھا۔ صلیبی فوجوں اور مسلمانوں کے راستے میں سیسہ پلائی دیوار بن کر کھڑے ہوئے۔

(د) مذکورہ فاتحین کے کردار سے آپ نے کیا سبق سیکھا؟

جواب: شیر کی ایک دن کی زندگی گیدڑ کی سو سالہ زندگی سے بہتر ہے۔

(ہ) قسطنطنیہ کا موجودہ نام کیا ہے؟

جواب: قسطنطنیہ کا موجودہ نام استنبول ہے اور یہ ترکی میں واقع ہے۔

3- معلومات مکمل کریں۔

	صلاح الدین ایوبی	سلطان محمد	سلطان نورالدین زنگی
سن پیدائش	1138 عیسوی	1432 عیسوی	511 ہجری
مقام پیدائش	عراق	ترکی	موصل
سن وفات	1193 عیسوی	1481 عیسوی	569 ہجری

☆☆☆☆

Ali Infoz 03101190027

Scanned with CamScanner

حصہ سوم

تفصیلی جوابات

(الف) سلطان نورالدین زنگی کے خواب میں دیدار نبی صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کی حفاظت کا واقعہ بیان کریں۔

جواب:

سعودی عرب کے شہر مدینہ منورہ میں ایک بہت بڑی دعوت کا انتظام تھا۔ شہر کے تمام لوگ بادشاہ کے حکم سے اس دعوت میں شریک تھے۔ بادشاہ دعوت میں موجود ہر شخص کے چہرے کو غور سے دیکھ رہا تھا لیکن اب تک اس کے چہرے پر مایوسی چھائی ہوئی تھی۔ معلوم ہوتا تھا کہ جس شخص کی جستجو میں ہے، وہ دعوت میں موجود نہیں ہے۔ آخر کار اس نے شہر کے سرداروں سے پوچھا کہ کوئی ایسا شخص تو نہیں جو اس دعوت میں شریک ہونے سے رہ گیا ہے؟ ایک سردار نے بتایا کہ صرف دو تارک الدنیا آدمی اس دعوت میں موجود نہیں ہیں۔ وہ دونوں ہر وقت عبادت میں مصروف رہتے ہیں اور کہیں آتے جاتے نہیں۔ معلوم ہوا کہ وہ روضہ رسول صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کے قریب ایک مکان میں رہتے ہیں۔ بادشاہ اپنے سپاہیوں کے ہمراہ ان سے ملاقات کے لیے پہنچ گیا۔ چھوٹے سے مکان میں معمولی ساز و سامان تھا اور نہایت خستہ اور معمولی لباس پہنے دو عابد موجود تھے۔ دونوں شکل و صورت سے نہایت نیک معلوم ہوتے تھے۔ لیکن انہیں دیکھتے ہی بادشاہ کی آنکھیں چمک اٹھیں۔ گویا جن آدمیوں کی اسے تلاش تھی وہ اسے مل گئے تھے۔ بادشاہ نے سپاہیوں کو مکان کی تلاشی لینے کا حکم دیا۔ مکان میں ایک چٹائی تھی جس پر وہ دونوں بیٹھے عبادت میں مصروف رہتے تھے۔ تلاش کے دوران میں اس چٹائی کے نیچے ایک سرنگ کا دروازہ دریافت ہوگیا۔ یہ سرنگ اس جگہ سے روضہ رسول صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کے نیچے تک جا رہی تھی۔ بادشاہ یہ دیکھ کر لرز گیا۔ جب ان دونوں آدمیوں سے پوچھ گچھ کی گئی تو انہوں نے بتایا کہ وہ دونوں یہودی ہیں اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کے جسد اطہر کو (نعوذ باللہ) چرا کر لے جانے کے لیے آئے تھے بادشاہ نے اسی وقت ان دونوں بدبختوں کو قتل کر دیا اور اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ شکر بجالایا کہ اسے اتنا بڑا شرف اور عزت ملی۔

عزیز طلبہ! یہ عظیم اور سعادت مند بادشاہ سلطان نورالدین زنگی رحمتہ اللہ علیہ تھے۔ انہیں رات خواب میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کی زیارت ہوئی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے دو آدمیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا تھا: نورالدین یہ آدمی مجھے ستا رہے ہیں۔ ان کے شر کا سد باب کر۔ یہی وجہ تھی کہ سلطان ان دونوں آدمیوں کی تلاش میں شام سے مدینہ منورہ آئے تھے۔

(ب) صلاح الدین ایوبی کا سب سے اہم کارنامہ بیان کریں؟

جواب:

1169 عیسوی میں سلطان صلاح الدین ایوبی رحمتہ اللہ علیہ نے شام کی حکومت سنبھالی۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے بکھرے ہوئے مسلمانوں کو ایک جھنڈے تلے جمع کیا اور مسلمانوں کی عظمت رفتہ کو بحال کیا۔ صلاح الدین ایوبی رحمتہ اللہ علیہ کا سب سے بڑا کارنامہ بیت المقدس کی فتح ہے۔ مسلمانوں کے قبلہ اول بیت المقدس پر عیسائی قابض تھے۔ 1187 عیسوی میں صلاح الدین ایوبی رحمتہ اللہ علیہ نے بیت المقدس کو آزاد کروایا۔ بیت المقدس کے گنبد پر سے عیسائیوں کی لگائی ہوئی صلیب ہٹا دی گئی اور مسجد اقصیٰ کو بحال کر دیا گیا۔ صلاح الدین ایوبی رحمتہ اللہ علیہ نے مسجد اقصیٰ میں نماز جمعہ ادا کی۔ اس اہم واقعے کی یاد میں بہت سے شفا خانے اور مدرسے بنائے گئے۔ بیت المقدس کی فتح کا جشن پوری اسلامی دنیا نے منایا۔

(ج) قسطنطنیہ کی فتح کے تناظر میں سلطان محمد فاتح کا کردار بیان کریں؟

جواب:

1444 عیسوی میں سلطان مراد ثانی اپنے 12 سالہ بیٹے محمد کے حق میں سلطنت سے دستبردار ہو کر گوشہ نشین ہو گئے۔ 1453 عیسوی میں سلطان محمد نے وہ کارنامہ سرانجام دیا جس کی وجہ سے تاریخ میں آپ رحمتہ اللہ علیہ کو الفاتح کا لقب دیا گیا۔ قسطنطنیہ کا اہم ترین اسلامی شہر عرصہ دراز سے صلیبیوں کے قبضے میں تھا۔ سلطان محمد الفاتح نے محض 21 برس کی عمر میں اس شہر کو فتح کر لیا اور تاریخ میں ان کا نام امر ہو گیا۔ 1461 عیسوی میں سلطنت موریا کو بھی فتح کر لیا۔ بعد ازاں سلطان محمد ثانی مسلسل صلیبیوں کے خلاف برسرپیکار رہے اور بہت سے علاقے ان کے تسلط سے آزاد کروائے۔

سلطان محمد فاتح محض ایک سپاہی نہیں تھے۔ وہ ایک قابل اور ہوشیار منتظم، علم دوست اور ہنرمندوں کے سرپرست بھی تھے۔ بہت سے ہنرمند اور فن کار کاریگر اور ماہرین آپ رحمتہ اللہ علیہ کے دربار سے وابستہ تھے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے قسطنطنیہ میں ایک بڑی جامعہ، مسجد الفاتح کئی نہریں اور سرائیں تعمیر کروائیں۔ سلطان محمد فاتح نے 1481 عیسوی میں وفات پائی۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کا مزار استنبول میں مسجد الفاتح کے ساتھ واقع ہے۔

☆☆☆☆

باب ہفتم

اسلامی تعلیمات اور عصر حاضر کے تقاضے

الف: امر بالمعروف و نہی عن المنکر

مشق

حصہ اول معروضی

سوال 1: خالی جگہ پر کریں۔

(الف) لفظ "معروف" ______ زبان کا لفظ ہے۔

(ب) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم ______ ہیں۔

(ج) اسلام اعتدال، ______ اور حکمت کا دین ہے۔

(د) نیکی کو اس وقت تک ______ حاصل نہیں ہو سکتا جب تک برائی کو روکا نہ جائے۔

Ali Infoz 03101190027

Scanned with CamScanner

(ہ) امر بالمعروف ونہی عن المنکر ______ کی اہم تعلیم ہے۔

جواب:

(الف)	عربی	(ب)	خاتم النبیین	(ج)	دانائی
(د)	عروج	(ہ)	دین اسلام		

2- درست بیان پر (✓) اور غلط بیان پر (x) کا نشان لگائیں۔

(الف)	ہر مسلمان اس بات کا پابند ہے کہ وہ نیکی کا حکم دے اور برائی سے روکے۔	✓
(ب)	نیکی کی دعوت پیش کرتے ہوئے مخاطب کی ذہنی سطح سے بلند گفتگو کی جائے۔	X
(ج)	آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔	✓
(د)	کسی کو مجبور کرکے اسلام کے راستے پر چلایا جاسکتا ہے۔	X
(ہ)	ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ خود بھی دین کا علم حاصل کرے اور اس کے مطابق عمل کرے۔	✓

☆☆☆☆

حصہ دوم مختصر جوابات

1- مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جواب لکھیں:

(الف) عربی زبان میں معروف کا لفظ کن کاموں کے بارے میں استعمال ہوتا ہے؟

جواب: عربی زبان میں معروف کا لفظ نیک کاموں کے بارے میں استعمال ہوتا ہے۔

(ب) دین اسلام کا بنیادی مقصد کیا ہے؟

جواب: دین اسلام کا بنیادی مقصد معاشرے میں نیکی اور بھلائی کا پھیلانا اور بدی کا خاتمہ کرنا ہے۔

(ج) امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے بارے میں ایک آیت کا ترجمہ لکھیں؟

جواب: امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے بارے میں ارشاد ربانی ہے:

ترجمہ: "تم سب امتوں میں سے بہتر ہو جو لوگوں کے لیے بھیجی گئی ہے۔ اچھے کاموں کا حکم دیتے رہو اور برے کاموں سے منع کرتے رہو۔"

(د) امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے لحاظ سے اسلامی حکومت کی کیا ذمہ داری ہے؟

جواب: امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے لحاظ سے اسلامی حکومت کا فرض ہے کہ اللہ تعالیٰ کی زمین پر خیر، بھلائی اور نیکی کو فروغ دے اور بدی کو مٹائے۔

(ہ) دین اسلام کا بنیادی مقصد کیا ہے؟

جواب: دین اسلام کا بنیادی مقصد معاشرے میں نیکی اور بھلائی کا پھیلانا اور بدی کا خاتمہ کرنا ہے۔

حصہ سوم

تفصیلی جوابات

(الف) امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا مفہوم بیان کریں؟

جواب: امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا مفہوم ہے کہ نیکی کا حکم دیا جائے اور برائی سے منع کیا جائے۔ دین اسلام کا بنیادی مقصد یہی ہے کہ نیکی کو پھیلایا جائے اور بدی کو مٹایا جائے۔

نیکی کا اس وقت تک غلبہ نہیں ہوسکتا جب تک برے کاموں کے کرنے والوں کا قلع قمع نہیں کیا جاتا۔ ایسے لوگوں کو شریعت کے مطابق سزا دی جائے۔

(ب) امر بالمعروف ونہی عن المنکر کی اہمیت بیان کریں؟

جواب: امر بالمعروف ونہی عن المنکر کی اہمیت:

دین اسلام کا بنیادی مقصد معاشرے میں نیکی اور بھلائی کا غلبہ قائم کرنا اور برائی کا خاتمہ کرنا ہے۔ نیکی کو اس وقت تک غلبہ حاصل نہیں ہوسکتا جب تک برائی کو روکا نہ جائے۔ اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو محض خود نیک بن کر رہنے اور برائی سے بچنے کا حکم ہی نہیں دیا، بلکہ ساتھ ساتھ دوسروں کو بھی بھلائی اختیار کرنے اور برائی سے بچنے کی تعلیم دینے کا حکم دیا ہے۔ اس عظیم مقصد کی خاطر اللہ تعالیٰ نے انبیائے کرام علیہم السلام کو مبعوث فرمایا۔ حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ اس لیے بحیثیت آخری امت، لوگوں تک ہدایت و راہنمائی پہنچانے کی ذمہ داری امت مسلمہ کی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ

(سورۃ ال عمران 3: آیت 110)

ترجمہ: تم سب امتوں میں سے بہتر ہو جو لوگوں کے لیے بھیجی گئی ہے۔ اچھے کاموں کا حکم دیتے رہو اور برے کاموں سے منع کرتے رہو۔

اس آیت کی رو سے امت مسلمہ کے فرائض سے اہم ترین فرض اللہ تعالیٰ کی زمین پر خیر، بھلائی اور نیکی کو فروغ دینا اور بدی کو مٹانا ہے اور یہ کام اس وقت تک ممکن نہیں، جب تک امت مسلمہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا فریضہ ادا نہ کرے۔ امر بالمعروف ونہی عن المنکر اسلام کی اہم تعلیم ہے۔ اگر امت مسلمہ کے سب لوگ اس فرض کو ادا نہ کرسکیں تو کم از کم امت مسلمہ میں ایک گروہ ایسا ضرور ہونا چاہیے جو یہ فرض ادا کرے۔

(ج) امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے آداب وشرائط بیان کریں؟

جواب: امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے آداب وشرائط:

اسلام اعتدال، میانہ روی اور حکمت کا دین ہے۔ اس کی تعلیم یہ ہے کہ مسلمان کو ہر کام سلیقہ مندی، حکمت اور دانائی سے کرنا چاہیے۔ یہی معاملہ

Ali Infoz 03101790027

Scanned with CamScanner

نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے کا بھی ہے۔ اسے بھی حکمت اور دانائی سے سرانجام دینا ضروری ہے، تاکہ اس کام کے اچھے نتائج سامنے آسکیں۔ اس لیے ضروری ہے کہ موقع ومحل کے مطابق حکمت عملی اختیار کی جائے۔

☆ نیکی کی دعوت نرمی، محبت اور حکمت کے ساتھ پیش کی جائے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ

(سورۃ النحل 16: آیت 125)

ترجمہ: اپنے رب کے راستے کی طرف دانشمندی اور عمدہ نصیحت سے بلاؤ، اور ان سے پسندیدہ طریقے سے بحث کرو۔

☆ دین اسلام میں جبر نہیں ہے۔ کسی کو مجبور کر کے اسلام کے راستے پر نہیں چلایا جا سکتا۔

☆ داعی یعنی دعوت دینے والے کے دل میں انسانیت کی بھلائی کا جذبہ ہونا چاہیے۔

☆ داعی خود بھی باعمل ہونا چاہیے۔

☆ نیکی کی دعوت پیش کرتے ہوئے مخاطب کی ذہنی سطح اور زبان کے مطابق گفتگو کی جائے۔

نیکی پھیلانے اور برائی مٹانے کا کام ہر مسلمان پر زندگی کے ہر دور اور ہر مرحلے میں فرض ہے، تاکہ دنیا ایک مثالی اسلامی معاشرہ بن سکے اور برائی کا خاتمہ ہو سکے۔ ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ خود بھی دین کا علم حاصل کرے اور اس کے مطابق عمل کرے۔ اس کے علاوہ دوسروں کو بھی اس کی دعوت دے اور برائی کے خلاف جہاد میں حصہ لے۔

☆☆☆☆

(د) ذرائع ابلاغ کا استعمال

مشق

حصہ اول معروضی

سوال 1: درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

i- ابلاغ کا لفظی معنی ہے:

(ا) اختیار کرنا (ب) پہنچانا ✓
(ج) چھوڑنا (د) مکمل کرنا

ii- موجودہ دور میں ہر طرح کی سرگرمی کو ہماری پہنچ میں لا کر رکھ دیا ہے:

(ا) ٹیلی فون کی سہولت نے (ب) انٹرنیٹ کی سہولت نے ✓
(ج) کمپیوٹر کی سہولت نے (د) ٹیلی ویژن کی سہولت نے

iii- بات کو دوسروں تک پہنچانے سے پہلے اس کے درست اور صحیح ہونے کی کر لینی چاہیے:

(ا) تفتیش (ب) تحقیق ✓
(ج) آزمائش (د) توثیق

iv- سوشل میڈیا پر تشہیر اور تصاویر بالکل عام نہیں کرنی چاہئیں:

(ا) اخلاقیات کی ✓ (ب) عبادات کی
(ج) سماجیت کی (د) سیاسیات کی

v- خبر حاصل کرنے کے ذرائع میں اضافہ ہوا ہے:

(ا) بڑھتے ہوئے سوشل میڈیا ذرائع سے
(ب) موبائل فون کی کثرت استعمال سے
(ج) اخبارات کی بڑھتی ہوئی تعداد سے
(د) سائنس اور ٹیکنالوجی کی تیز رفتار ترقی سے ✓

☆☆☆☆

حصہ دوم

مختصر جوابات

1- مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جواب لکھیں:

(الف) خبر کی تحقیق کے بارے میں ایک آیت کا ترجمہ تحریر کریں؟

جواب: ہمیں سچی بات کی ہمیشہ تلاش رکھنی چاہیے۔ ارشاد ربانی ہے:

ترجمہ: "اے ایمان والو! اگر تمہارے پاس کوئی (فاسق شخص) خبر لے کر آئے تو خوب تحقیق کر لیا کرو۔ ایسا نہ ہو کہیں تمہارے اعمال برباد ہوں اور تمہیں شعور تک نہ ہو"۔

(ب) ابلاغ کا مفہوم و معنی بیان کریں؟

جواب: ابلاغ کا لفظی معنی پہنچانا ہے۔ صحافت کی زبان میں ابلاغ سے مراد مختلف حادثات و واقعات کی خبریں لوگوں تک پہنچانا ہے۔ تاکہ لوگ حالات و واقعات سے باخبر رہیں۔

(ج) سوشل میڈیا کے مختلف ذرائع کون سے ہیں؟

جواب: سوشل میڈیا کے مختلف ذرائع:

(1) اخبارات و رسائل (2) ریڈیو
(3) ٹیلی وژن (4) کمپیوٹر
(5) انٹرنیٹ

(د) ذرائع ابلاغ کے استعمال کے دو فائدے لکھیں؟

جواب: ذرائع ابلاغ کے ذریعے ہم جان سکتے ہیں کہ:

1- اس وقت دنیا میں حالات کیسے ہیں

2- عوام کے ذہنوں پر مثبت یا منفی اثرات ڈالنا

(ہ) ذرائع ابلاغ میں زبان کی اہمیت بیان کریں؟

جواب: ذرائع ابلاغ میں زبان کا استعمال مناسب رکھنا چاہیے ہمیشہ معروف زبان استعمال کی جائے اور الفاظ کی نزاکت کو پیش نظر رکھا جائے۔

☆☆☆☆

Ali Inloz 03101190027

Scanned with CamScanner

حصہ سوم

تفصیلی جوابات

(الف) ذرائع ابلاغ کے استعمال میں کن ضابطوں کا خیال رکھنا ضروری ہے؟

جواب: ذرائع ابلاغ سے فائدے کے حصول کے ضابطے:

ہمیں یہ بات ذہن نشین رکھنی چاہیے کہ انسان کی زبان سے نکلنے والا ہر لفظ بہت اہمیت رکھتا ہے۔ لہٰذا زبان سے کسی بھی لفظ کو ادا کرتے وقت یا دوسروں کے الفاظ کو پھیلاتے وقت "لفظ" کی نزاکت کو پیش نظر رکھا جائے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کا ارشاد ہے:

کبھی انسان کوئی ایسا لفظ کہہ دیتا ہے جس سے اللہ کی رضا حاصل ہوتی ہو۔ انسان کو اس کا احساس بھی نہیں ہوتا مگر اللہ تعالیٰ اس لفظ کی وجہ سے انسان کے درجات بلند کر دیتا ہے۔ اسی طرح کبھی انسان اللہ تعالیٰ کو ناراض کر دینے والا کوئی لفظ بول دیتا ہے۔ اور انسان کو اس کی پروا نہیں ہوتی مگر اللہ تعالیٰ اس لفظ کے ذریعے انسان کو جہنم میں گرا دیتا ہے۔ (صحیح بخاری: 6478)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا

(سورۃ الاحزاب 33: آیت 70)

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ (کی نافرمانی) سے ڈرو اور بالکل سیدھی (سچی) بات کہو۔

(ب) دور حاضر میں ذرائع ابلاغ کی اہمیت بیان کریں؟

جواب:

ذرائع ابلاغ کے ذریعے سے ہم جان سکتے ہیں کہ اس وقت دنیا میں حالات کیسے ہیں۔ ہمیں قومی اور بین الاقوامی حالات کا پتہ ذرائع ابلاغ ہی سے ہوتا ہے۔ ذرائع ابلاغ کا کام صرف خبر دینا ہی نہیں ہوتا بلکہ اس سے عوام کے ذہنوں پر مثبت اور منفی اثرات بھی مرتب ہوتے ہیں۔ ذرائع ابلاغ کے استعمال کو اچھا یا برا بنانا ابلاغی اداروں کا کام بھی ہے اور استعمال کرنے والوں کی ذمہ داری بھی۔ موجودہ دور میں انٹرنیٹ کی سہولت نے ہر طرح کی سرگرمی کو ہمارے پہنچ میں لا کر رکھ دیا ہے۔ ہر شعبہ زندگی میں اس کے ذریعے فوائد حاصل کیے جا رہے ہیں طالب علم ان ذرائع کے استعمال سے اپنی تعلیم میں سہولت حاصل کر سکتا ہے۔

ذرائع ابلاغ بنیادی طور پر بری چیز نہیں ہیں۔ اس کے اچھا یا برا ہونے کا انحصار اس بات پر ہے کہ ہم ان کو استعمال کس طرح کر سکتے ہیں۔ اگر ہم انہیں مثبت کاموں کے لیے استعمال کریں گے تو یہ اچھے ہوں گے۔ اگر برے مقصد کے لیے استعمال کریں گے تو یہ برے ہوں گے۔ لہٰذا ہمارے لیے ضروری ہے کہ ہم ذرائع ابلاغ کو استعمال کرتے وقت کچھ باتوں کو ذہن میں رکھیں۔ اس وقت انٹرنیٹ ایک ایسا ذریعہ ہے جو ہر شخص کے استعمال میں ہے۔ ہمیں یہ دیکھنا ہوگا کہ ہم انٹرنیٹ کس مقصد کے لیے استعمال کر رہے ہیں یا بغیر فائدے کے استعمال کرتے جا رہے ہیں۔ ابلاغ کا ذریعہ کوئی بھی ہو ہمیں ایک ضابطے کے تحت فائدہ اٹھانا چاہیے۔

(ج) خبر کی تحقیق و تصدیق کی اہمیت اور بلا تصدیق تشہیر و ترسیل کی ممانعت پر نوٹ لکھیں؟

جواب: ذرائع ابلاغ پر ہمیں سچی بات کی تلاش رکھنی چاہیے اور خود بھی سچی بات ہی کو آگے پھیلانا چاہیے۔ قرآن مجید نے یہ تعلیم دی ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًاۢ بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ

(سورۃ الحجرات 49: آیت 6)

ترجمہ: اے ایمان والو! اگر تمہارے پاس کوئی فاسق (شخص) خبر لے کر آئے تو خوب تحقیق کرو۔ ایسا نہ ہو کہیں تمہارے اعمال برباد ہوں اور تمہیں شعور تک نہ ہو۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کے ارشاد گرامی کا مفہوم ہے: جو شخص ہدایت کی کسی بات کی طرف لوگوں کو بلائے گا اس کو بلانے کا اجر ملے گا اور جو گمراہی کی طرف لوگوں کو بلائے گا اس کو اس کا گناہ ہوگا۔ (صحیح مسلم: 03)

بات کو دوسروں تک پہنچانے سے پہلے اس کے درست اور صحیح ہونے کی تحقیق اور یقین کر لینا ضروری ہے۔ ہر سنی سنائی بات کو آگے بیان کر دینا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے بہت سختی کے ساتھ اس سے منع فرمایا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

كَفٰى بِالْمَرْءِ كَذِبًا اَنْ يُّحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ

(صحیح مسلم: 03)

ترجمہ: "آدمی کے جھوٹا ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ ہر سنی ہوئی بات کو دوسروں کے سامنے بیان کرتا پھرے۔"

قرآن مجید میں آتا ہے:

وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا

(سورۃ الفرقان 25: آیت 72)

ترجمہ: اور وہ جو جھوٹی گواہی نہیں دیتے اور جب کسی بے کار بات پر ان کا گزر ہوتا ہے تو شریفانہ انداز سے گزر جاتے ہیں۔

سوشل میڈیا پر کوئی چیز نشر کرنے کا مقصد ریاکاری، شہرت، فخر و غرور اور کبر و ناز نہیں ہونا چاہیے۔ یہ سب بری عادتیں اللہ تعالیٰ کو ہرگز پسند نہیں۔ عبادات کی تشہیر اور تصاویر تو بالکل شائع نہیں کرنی چاہئیں۔ بلاوجہ اور بہت زیادہ تصویریں لگانا بھی درست نہیں۔ اگر کبھی ضروری ہو تو بہت مناسب الفاظ کے ساتھ مناسب تصویر شیئر کی جائے۔

ذرائع ابلاغ نے جہاں ہمیں بہت سی سہولتیں فراہم کی ہیں وہیں ان کے بے جا مقصد استعمال سے قیمتی وقت اور اہم کاموں کے ضائع ہونے کا خدشہ بھی ہوتا ہے۔ ذرائع ابلاغ کو محض اپنی ضروری کام کی حد تک استعمال کرنا چاہیے۔ اپنی تعلیم، ہوم ورک اور نمازوں کی ادائیگی کا نظام خراب نہ ہو۔

Ali Imtiaz 03101900027

آرام کے وقت آرام کیا جائے۔ پڑھائی کے وقت میں پڑھا جائے۔ نماز کے اوقات میں نماز ادا کی جائے۔ ہر کام کو اس کی اہمیت کے مطابق وقت دیا جائے۔

ذرائع ابلاغ پر بہت سی چیزیں اور واقعات دیکھ کر ہمیں جذباتی نہیں ہونا چاہیے۔ ہر خبر اور واقعے کو تحمل اور برداشت کے ساتھ دیکھنا اور سننا چاہیے اور اس پر مناسب ردِ عمل ظاہر کرنا چاہیے۔ کسی بات کی غلط حمایت کی جائے نہ بے جا نفرت کا اظہار کیا جائے۔ اگر کہیں ایسا نقطہ نظر بیان کرنا ہو تو بہت اچھے طریقے سے اچھے اخلاق کے ساتھ کرنا چاہیے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا

(سورۃ المائدہ 5: آیت 8)

ترجمہ: اور تمہیں کسی قوم کی دشمنی ہرگز آمادہ نہ کرے اس پر کہ تم عدل نہ کرو۔

(د) ذرائع ابلاغ غلط استعمال کے نقصانات قرآن وسنت کی روشنی میں بیان کریں؟

جواب:

سوشل میڈیا ہو یا دوسرے ذرائع ابلاغ ہوں ہر ایک کا استعمال اپنے کام کی حد تک ہونا چاہیے۔ غلط اور بے مقصد باتوں میں دلچسپی لینا درست نہیں۔ اپنی ضرورت سے غیر متعلق چیز کو دیکھنے، پڑھنے اور سننے سے گریز کیا جائے۔ خاص طور پر غلط تصاویر اور ویڈیوز قطعاً نہ دیکھیں۔

جرائم، دہشت گردی، شدت پسندی، فتنہ وفساد، جادو، شعبدہ بازی اور فحاشی وغیرہ سے متعلق ویب سائٹ کو نہ کھولیں۔ ان میں ہرگز دلچسپی نہ لیں۔ بے مقصد اور نقصان دہ چیزوں کا استعمال سختی سے منع کیا گیا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ

(سورۃ الانعام 6: آیت 151)

ترجمہ: اور بے حیائی کی باتوں کے قریب مت جاؤ جو ان میں سے ظاہر ہیں اور جو پوشیدہ ہیں۔

سوشل میڈیا کے مختلف ذرائع ہیں۔ ان میں فیس بک، وٹس ایپ، ٹویٹر، انسٹاگرام پر لوگ اپنا پیغام دوسروں تک پہنچاتے ہیں۔ لیکن اس بات کا پورا خیال رکھا جائے کہ نہایت ضروری، مناسب اور اہم بات کو بیان اور شیئر کیا جائے۔

بے ہودہ اور بے شرمی کی باتیں ہرگز شیئر نہ کی جائیں۔ اسلام نے سختی کے ساتھ اس سے منع فرمایا ہے۔ اور جو شخص ایسا کرے گا اس کو المناک عذاب دیا جائے گا۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝

(سورۃ النور 24: آیت 19)

ترجمہ: بے شک جو لوگ پسند کرتے ہیں کہ اہل ایمان میں بے حیائی پھیلے ان کے لیے دنیا و آخرت میں دردناک عذاب ہے اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

☆☆☆☆☆

Ali Infoz 03101190027

Scanned with CamScanner